شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن تیمیہ رحمہ اللہ کا رسالہ ''العبودیة'' کا اردو ترجمہ

بندگی

www.KitaboSunnat.com

تالیف

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

(المتوفی ۷۲۸ھ)

ترجمہ
ادارہ الدار السلفیہ، ممبئی

تہذیب ومراجعہ
شیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

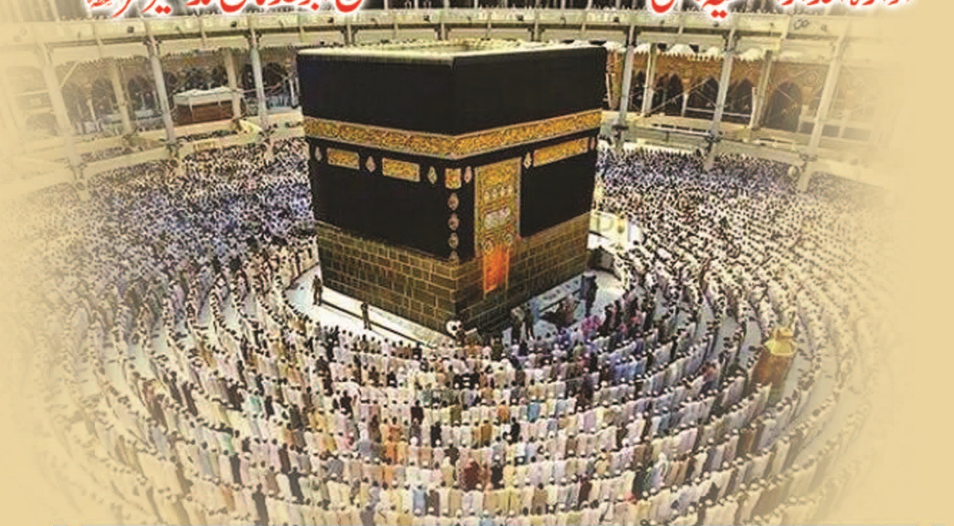

ناشر
توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن تیمیہ رحمہ اللہ کا رسالہ ''العبودیة'' کا اردو ترجمہ

بندگی

تالیف

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

(المتوفی ۷۲۸ھ)

ترجمہ

ادارہ الدار السّلفیہ، ممبئی

تہذیب و مراجعہ

فضیلۃ الشیخ ابو عدنان محمد منیر قمر حفظہ اللہ

نشر و توزیع

توحید پبلیکیشنز

بنگلور (انڈیا)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

حقوقِ اشاعت بحقِ مؤلف محفوظ ہیں

کتاب .... بندگی
تالیف .... شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن تیمیہ رحمہ اللہ
ترجمہ .... ادارہ الدار السلفیہ، ممبئی (انڈیا)
کمپوزنگ ری سیٹنگ .... محمد حسن خان 0322 4382203
طبع اوّل .... 1438ھ۔ 2017ء
تعداد 3000
ناشر .... توحید پبلیکیشنز، بنگلور انڈیا

ہندوستان میں ملنے کے پتے

1-Tawheed Publications
Contact:Mr.M.R.Khan,S.R.K.Garden,
Phone# 9900446193
BENGALURU-560 041
2-Islamic Information Centre,
Opp Jai Bharath Real Estate
#141, 3rd Main, Kousar Nagar, RT Nagar PO,
BENGALURU - 560 032
+91 984528 9298;
+91 80 2333 9298
www.iicblr.in; info@iicblr.in
3-Islam World,
No. 35, Haines road,
Fraser Town,
Near AKS Convention Centre,
Phone#9900102210, 9620250026
BENGALURU-560 005
4-Dar us Salaam,
Hanif Ahmed Wani,
Phone#9419748245
SRINAGAR-(J.K)

1- توحید پبلیکیشنز
رابطہ: محمد رحمت اللہ خان، ایس آر کے گارڈن،
فون: ۹۹۰۰۴۴۶۱۹۳
بنگلور۔ ۵۶۰ ۰۴۱
2- اسلامك انفرمیشن سنٹر
نمبر: ۱۴۱، تھرڈ مین، کوثر نگر
آر۔ٹی۔نگر پوسٹ آفس۔
بنگلور۔ ۵۶۰ ۰۳۲
3- اسلام ورلڈ
نمبر ۳۵، ہینز روڈ، فریزر ٹاؤن،
نزد اے۔ کے۔ ایس کنونشن سینٹر،
فون: ۹۹۰۰۱۰۲۲۱۰، ۹۶۲۰۲۵۰۰۲۶
بنگلور۔ ۵۶۰ ۰۰۵
4- دار السلام کشمیر
حنیف احمد وانی، فون: ۹۴۱۹۷۴۸۲۴۵
سری نگر۔ (جموکشمیر)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

اللہ

کے نام سے شروع کرتا ہوں

جو بڑا ہی مہربان، نہایت رحم کرنیوالا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

- تقدیم 7
- کلمۃ الناشر 10
- تمہید 13
- حقیقت، طریقت، معرفت؟ 26

پہلی فصل: وجوبِ امر بالمعروف

- صوفیاء کی گمراہی کے الگ الگ درجات ومراتب 39
- عام اور خاص لوگ 41
- صوفیاء کے طریقوں سے نجات کا طریقہ 51
- عبادت کے بعض اقسام 53
- تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا نقطۂ آغاز 63

دوسری فصل: ایمان میں تفاضل

- خواہشاتِ نفس کی پیروی وغلامی 81
- مال کی قسمیں 81

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

❊ مقامِ خلّت و محبت میں فرق 100

تیسری فصل: خالق اور مخلوق کے مابین فرق

❊ فنا کی اقسام 118

❊ غیر مشروع صوفیانہ ذکر 123

چوتھی فصل: دین کا مجموعہ 132

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

اِنَّ الْحمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِینُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ منْ شُرُورِ اَنْفُسِنَا وَ سَیِّئاتِ اَعْمَالِنَا ، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَأَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ۔أَمَّا بَعْدُ :

قارئینِ کرام !السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ وبعد:

زیرِنظر کتاب ’’بندگی‘‘ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ کی تالیفِ لطیف ’’العبودیۃ‘‘ کا اردو ترجمہ ہے،اور جس طرح شیخ الاسلام کی عظیم شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں،اسی طرح انکی اس کتاب کوبھی علمی دنیا میں وقارواعتبار حاصل ہے۔

اس کتاب پر برِصغیر ہی نہیں، دنیائے سلفیت کی معروف فلاحی ورفاہی اور علمی شخصیت مولانا مختار احمد ندوی رحمہ اللہ کا کلمۃ الناشر بڑا جاندار ہے کیونکہ پہلے اسے انہوں نے ہی اپنے ادارے ’’الدارالسفیہ ،ممبئ‘‘ کی طرف سے شائع کیا تھا،لیکن اس کتاب کے مترجم کا کہیں ذکر نہیں ملتا۔ہم نے کوشش کی کہ کسی طرح متعلقین سے انکا کوئی سراغ مل سکےمگر کامیابی نہیں ہوئی۔

یہ صرف الدارالسّلفیہ کا ہی نہیں ہمارے کئی دعوتی واشاعتی اداروں کا المیہ ہے کہ اپنے رفقاء ادارہ میں سے کسی سے کسی کتاب کا ترجمہ کروائیں تو اس کا نام کتاب میں کہیں بھی نہیں آنے دیں گے۔اس میں تو کوئی شک نہیں کہ وہ صاحبِ علم اِن صاحبِ علم و مال کے یہاں بحیثیت ملازم کام کرتے ہیں اوراسی فرضِ منصبی کے تحت انہوں نے ترجمہ کی خدمت بھی انجام دی ہے،اب محض اس لیے کہ یہ ہمارے تنخواہ دار ملازم ہیں،نام دیں یا نہ دیں،ہماری مرضی!!یہ کوئی مناسب رویہ نہیں،اور نہ ہی یہ امانتِ علمی کے تقاضوں کو پوراکرنے والی بات ہے۔مؤلف عربی ہے،کتاب اردو میں شائع ہوئی ہے اورمؤلف کو اردونہیں آتی ،یوں مترجم کے ذکر کے بغیر یہ ’’عجیب کاروائی‘‘ کی جاتی ہے۔جومختلف ممالک کے کئی ادارے سرانجام

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

دیتے ہیں۔اسی بات کی طرف اشارہ ہم نے اپنی مترجمہ کتاب ''تین اصولِ دین اور مختصر مسائلِ نماز'' کے مقدّمہ میں بھی کیا تھا جو متعدد سعودی اداروں نے بھی شائع کی ہے لیکن ایک دارالافتاء الریاض کو چھوڑ دیگر اکثر مکاتبِ جالیات نے بحیثیت مترجم ہمارا نام نکال دیا، جبکہ ہم تو ان جالیات کے تنخواہ دار بھی نہیں بلکہ شرعی کورٹ (وزارۃ العدل) میں ہیں۔

بیرونی ٹائیٹل پر نہیں، اندرونی ٹائیٹل پر ہی کہیں اور اگر وہاں بھی نہیں تو کم از کم مقدمہ وغیرہ میں ہی مترجم کا ذکر آجانا چاہیئے جبکہ یہ بھی کتاب کی ثقاہت کا باعث ہوتا ہے۔اس کے برعکس بعض کتب ایسی شائع ہوتی ہیں جن کے ٹائیٹل پر نظر ثانی وغیرہ کے تحت بعض ایسے اصحابِ علم وبصیرت کا اسمِ گرامی لکھ دیا جاتا ہے جن کا نام مارکیٹ میں پورے احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے، مگر اس کتاب میں موصوف کا قطعاً کوئی ''کام'' نہیں ہوتا۔

نہ یہ صحیح، نہ وہ درست، حقدار کا حق دیا جانا چاہیئے اور محض مارکیٹنگ کی خاطر اس ''تدلیس نما'' فعل کا ارتکاب نہیں ہونا چاہیے۔

توحید پبلیکیشنز بنگلور والے ایڈووکیٹ محمد رحمت اللہ خان، انجینئر شاہد ستار اور ان کے ساتھی اس سے قبل اردو انگلش کی تقریباً ۹۰ کتاب شائع کر چکے ہیں۔اور اپنے معیاری لیٹریچر کی بناء پر قارئینِ کرام کے یہاں ایک مقام بنا چکے ہیں، اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔

اس موجودہ ایڈیشن میں ہم نے چند امور کا بطورِ خاص اہتمام کیا ہے:

1:......انبیاء ورسل کے ساتھ علیہ السلام یا علیہم السلام، صحابۂ کرام کے ساتھ رضی اللہ عنہ یا رضی اللہ عنہم اور اسلاف آئمہ وعلماء کے ساتھ رحمہ اللہ یا رحمہم اللہ، لکھ دیا ہے اور ''ؓ'' ''ؒ'' والے انداز کو ترک کر دیا ہے۔

2:......جدید طرزِ کتابت اور سٹائیل سیٹ اختیار کیئے ہیں۔

3:...... پیراگرافی کا اہتمام کیا ہے کیونکہ سابقہ ایڈیشن میں اس سلسلہ میں کافی کوتاہی نظر آرہی ہے۔

4:......آیاتِ قرآن کریم پر بالخصوص اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بالعموم اعراب بہت کم اور کہیں کہیں بالکل نہیں تھا، اسے مکمل کر دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

5:......بعض بعض مقامات پر نصوصِ کتاب کا ترجمہ چھوٹا ہوا تھا اس کی بھی تکمیل کردی ہے۔

6:......تخریج وحوالہ جات بہت کم اور بہت مختصر تھے اور کسی بھی کتاب کی جلد،صفحہ یا حدیث نمبر مذکورنہیں تھا،اس کمی کو باحسن انداز پورا کردیا گیا ہے۔

تکمیل ترجمہ اور تکمیل تخریج وحوالہ جات کے لئے ہمارے سامنے محدّث العصر علامہ البانی کے شاگرِ رشید شیخ ابو الحارث علی حسن عبد الحمید الاثری کی تحقیق وتخریج کے ساتھ دارالاصالہ کا شائع کردہ ایڈیشن رہا ہے جس سے ہم نے بھرپور استفادہ کیا ہے۔ فَجَزَا اللّٰہُ خَیْراً

7:......بعض مقامات پر مناسب ومختصر حواشی کا اضافہ بھی کردیا ہے۔

8:......سواسو صفحات کی کتاب میں صرف ۶ عنوانات تھے،جبکہ ہم نے ذیلی سرخیوں کے طور پر ۱۰ سے زیادہ مزید عنوانات بھی لگادیئے ہیں،جس سے فہرستِ مضامین زیادہ مفید ہوجائے گی۔ان شاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اس کتاب کے معروف مؤلف،مجہول مترجم،مقدّم اور ناشرین کی محنتوں کو شرفِ قبول سے نوازے،اور دینا وآخرت میں جزاء خیر عطا فرمائے۔آمین

اسی طرح اس کتاب کی طباعت واشاعت کے اخراجات مہیا کرنے والے برادرِعزیز افسر (جدہ)، ان کے والدین اور برادران کی اس خدمت کو بھی قبول فرمائے اور مزید توفیق ارزاں فرمائے۔آمین

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَھُمْ فِیْ أَھْلِھِمْ وَمَالِھِمْ وَکَثِّرْ اَمْثَالَھُمْ

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ابوعدنان محمد منیر قمر

مترجم المحکمة العامة (شرعی کورٹ) بالخبر

وداعیہ متعاون،مکاتبِ جالیات الخبر،الراکہ،الدمام (سعودی عرب)

۹/۳/۱۴۳۸ھ، ۲۸/۱۲/۲۰۱۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کلمۃ الناشر

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اسلام اور مسلمانوں اور امتِ اسلامیہ کے لیے اللہ کی بڑی نعمت تھے، اسلام کی آئندہ تاریخ تک کے لیے وہ مجدد اور ''نشانِ راہ'' تھے، انہوں نے شریعتِ اسلامیہ کے تعارف، اس کے بنیادی عقائد کی تعیین و تصحیح کے لیے تجدیدی خدمات انجام دی ہے۔

زیرِ مطالعہ کتاب ''العبودیۃ'' عقیدۂ اسلامیہ کا بنیادی پتھر ہے۔ اس کی معرفت اور حقیقت، اس کا معنیٰ و مفہوم اچھی طرح سمجھے بغیر دینِ اسلام کو سمجھنے کی بنیادی صحیح نہیں ہوگی۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے ''عبادت'' کا معنیٰ اور مفہوم پوچھا گیا، جس کے جواب میں آپ نے یہ مفصل جامع اور بنیادی رسالہ ہی لکھ دیا، اس رسالے کی اساس اور اصل، اللہ کا یہ ارشاد ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ ﴾ (البقرہ:۲۱)

''اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو۔''

چنانچہ آیتِ مذکورہ میں ''عبادت'' کو آپ نے اس رسالے کا موضوع بنایا، اور فرمایا:

عبادت ہر اس قول و عمل کو کہتے ہیں (خواہ وہ باطنی ہو یا ظاہری) جسے اللہ پسند کرتا ہے اور جس سے راضی ہے، جیسے نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، سچ بولنا، امانت ادا کرنا، والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا، صلہ رحمی کرنا، وعدہ پورا کرنا، بھلی بات کا حکم دینا، بری باتوں سے روکنا، کفار و منافقین سے جہاد کرنا، پڑوسی، یتیم، مسکین، مسافر اور غلاموں کے ساتھ نیکی اور احسان کرنا، اسی طرح اللہ سے دعا مانگنا، اس کا ذکر اور قرآن کی تلاوت کرنا، یہ سب اعمال عبادت میں شامل ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنا، اللہ کی معصیت سے خوف کرنا، اللہ کی طرف رجوع ہونا، دین میں اخلاص وللّٰہیت اختیار کرنا، اللہ کے حکم پر جمے رہنا، اللہ کی نعمتوں پر شکر کرنا، اللہ کے فیصلوں پر راضی رہنا، اللہ پر توکل کرنا، اللہ کی رحمت کی امید رکھنا، اللہ کے عذاب سے ڈرنا اور اسی طرح کے دوسرے اعمال سب اللہ کی عبادت میں شامل ہیں۔

عبادت یعنی اللہ کی بندگی اور غلامی اختیار کرنا، یہی اس دنیا کی سب سے محبوب غرض و غایت ہے، اسی عبادت کے لیے اللہ نے کائنات کو پیدا کیا، ہے، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴾ (الذاریات : ۵۶)

''میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔''

عبادت اور اور عبودیت یعنی اللہ کی بندگی اور غلامی اسلامی زندگی کی روح ہے، اللہ کے بندے اپنے آقا اور مولیٰ کے لیے ''قیام'' کرتے ہیں اور ''رکوع'' کرتے ہیں اور زمین پر ''سجدہ'' کرتے ہیں۔ یہ سب اللہ کی غلامی اور بندگی کی عملی تصویریں ہیں۔ نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ ساری عبادتیں اللہ کی بندگی اور غلامی کی صورتیں ہیں۔ زندگی میں اللہ کی اطاعت، اس کے احکامات پر راضی برضا رہنا، جان و مال، اولاد و وطن اور جائیداد سب اللہ کی راہ میں قربان کر دینا اللہ کی بندگی اور عبادت کا عنوان ہے۔ دین کی اشاعت اور تعلیم وتبلیغ سب عبادت ہیں۔

احکاماتِ الٰہیہ پر سچے دل سے عمل کرنا اور انہیں دل سے سچ ماننا اور انہیں بلا چروں و چرا تسلیم کر لینا ہی اللہ کے عابد اور متقی بندوں کی شان ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

﴿ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴾ (النور:۵۱)

''ایمان والوں کا کہنا تو بس یہ ہوتا ہے کہ جب وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جائیں تاکہ ان کے بارے میں فیصلہ کر دیا جائے تو وہ صرف یہ کہیں کہ ہم نے سن لیا اور ہم مان گئے اور ایسے (اللہ والے) نجات پائیں گے۔''

غرض ''العبودۃ'' علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی ایک نہایت جامع اور ایمان افروز کتاب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے جس کو پڑھ کر ہر مسلمان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی غلامی اور بندگی کا حقیقی جذبہ اور ذوق پیدا ہوتا ہے، اور یہی ایمانی زندگی کا حاصل ہے۔

"ادارة الدار السلفيه" اللہ کا شکر ادا کرتا ہے کہ اس نے ایسی جامع اور ایمانی کتاب کے ترجمہ اور اشاعت کی ہمیں توفیق عطا فرمائی۔ رب العالمین سے ہم دعا گو ہیں کہ اس کے مؤلف شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی روح کو آرام اور اطمینان عطا فرمائے اور انہیں اپنے انعام پانے والے بندوں میں شامل فرمائے، ساتھ ہی کتاب کے مترجم، مصحح اور ناشر سب کے لیے اس کتاب کو وسیلۂ نجات بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔

(مولانا) مختار احمد ندوی رحمہ اللہ

مدیر الدار السّلفیہ ممبئی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تمہید

عبادت: یہ ایک جامع لفظ ہے، اس سے مراد ہر وہ چیز ہے جس سے اللہ کی خوشنودی حاصل ہو، خواہ وہ اقوال ہوں یا ظاہری و باطنی اعمال۔ چنانچہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، سچی بات، امانت کی ادائیگی، والدین کے ساتھ حسنِ سلوک، صلہ رحمی، عہد کو پورا کرنا، بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا، کفار و منافقین سے جہاد کرنا، پڑوسی اور یتیم کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا، فقراء و مساکین و مسافر کی مدد کرنا، غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، جانوروں پر رحم کرنا، دعا کرنا، ذکر کرنا، قرآن کی تلاوت کرنا، یہ سب عبادت ہے۔

اسی طرح اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنا، اللہ سے ڈرنا اور اس کی طرف رجوع کرنا، دین کو اسی کے لیے خالص کرنا، اس کے فیصلے پر صبر کرنا، اس کی نعمتوں پر شکر ادا کرنا، اس کی قضاء پر راضی رہنا، اس پر توکل کرنا، اس کی رحمت کی امید رکھنا اور اس کے عذاب سے ڈرنا وغیرہ بھی عبادت ہے۔ انسان کی تخلیق کا مقصد ہی درحقیقت اللہ کی عبادت ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ ﴾ (الذاریات:۵۶)

''میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔''

اور اسی مقصد کے لیے تمام انبیاء علیہم السلام کو بھیجا گیا ہے۔ جیسے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا:

﴿ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ ﴾ (الاعراف:۵۹)

''اللہ کی عبادت کرو، اس کے علاوہ تمہارا کوئی معبود نہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت شعیب علیہم السلام وغیرہم نے اپنی اپنی قوم سے کہا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَی اللّٰهُ وَ مِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَیْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ ﴾ (النحل:٣٦)

’’ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ لوگو! صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو، پس بعض لوگوں کو اللہ نے ہدایت دی اور بعض پر گمراہی ثابت ہوگئی۔‘‘

اور ایک جگہ فرمایا:

﴿ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْۤ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝۲۵ ﴾ (الانبیاء:٢٥)

’’تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، پس تم میری ہی عبادت کرو۔‘‘

ایک مقام پر فرمایا:

﴿ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖؗ وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ۝۹۲ ﴾

(الانبیاء:٩٢)

’’یہ تمہاری امت حقیقت میں ایک ہی امت ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں، پس تم میری ہی عبادت کرو۔‘‘

ایک دوسری آیت میں اللہ نے فرمایا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ۝۵۱ؕ وَ اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝۵۲ ﴾

(المؤمنون:٥١۔٥٢)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''اے پیغمبرو! حلال چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ تم جو کچھ کر رہے ہو، اس سے میں بخوبی واقف ہوں، یقیناً تمہارا یہ دین ایک ہی دین ہے اور میں ہی تم سب کا رب ہوں، پس تم مجھ سے ڈرتے رہو۔''

اور اللہ نے عبادت کو اپنے رسول کے لیے موت آنے تک لازم قرار دیا ہے، چنانچہ فرماتا ہے:

﴿ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴾ (الحجر: ۹۹)

''اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں، یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے۔''

اور اللہ نے اپنے فرشتوں اور انبیاء علیہم السلام کی صفت اس طرح بیان کی ہے:

﴿ وَ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ مَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ لَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۚ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴾

(انبیاء: ۱۹۔۲۰)

''آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسی اللہ کا ہی ہے، اور جو اس کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے نہ سرکشی کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں، اور وہ دن رات تسبیح بیان کرتے ہیں اور ذرا سی بھی سستی نہیں کرتے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ يُسَبِّحُوْنَهٗ وَ لَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴾ (الاعراف: ۲۰۶)

''یقیناً جو تیرے رب کے نزدیک ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔''

اور عبادت سے تکبر کرنے والوں کی مذمت اس طرح سے کی ہے:

﴿ وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴾ (غافر: ٦٠)

''اور تمہارے رب نے کہا: مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا، یقیناً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہونگے۔"

اور اپنی عبادت کرنے والے بندوں کی تعریف اس طرح کی ہے:

﴿ عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۝ ﴾ (الدھر:٦)

"وہ ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے بندے پئیں گے اس کی نہریں نکال لے جائیں گے، (جدھر چاہیں)۔"

اور فرمایا:

﴿ وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ ﴾ (فرقان:٦٣)

"رحمن کے سچے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں، اور جب بے علم لوگ ان سے باتیں کرنے لگتے ہیں تو وہ کہتے ہیں: سلام ہے۔"

اور جب شیطان نے کہا:

﴿ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۝ ﴾ (حجر:٣٩-٤٠)

"اے میرے رب! چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے، مجھے بھی قسم ہے کہ میں بھی زمین میں ان کے لیے معاصی کو مزین کروں گا اور ان سب کو بہکاؤں گا بھی، سوائے تیرے ان بندوں کے جو منتخب کر لیے گئے ہیں۔"

تو اللہ نے فرمایا:

﴿ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝ ﴾

(الحجر:٤٢)

"میرے بندوں پر تجھے کوئی غلبہ نہیں لیکن ہاں جو گمراہ لوگ تیری پیروی کریں۔"

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی صفت اس طرح بیان فرمائی ہے:

﴿ وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۝ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَ هُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ﴿۲۸﴾ ﴾

(الانبیاء:۲۶۔۲۸)

''مشرک لوگ کہتے ہیں کہ رحمن اولاد والا ہے (غلط ہے)، اس کی ذات پاک ہے بلکہ وہ سب اس کے باعزت بندے ہیں، کسی بات میں اللہ پر پیش دستی نہیں کرتے بلکہ اس کے فرمان پر کاربند ہیں، وہ ان کے آگے پیچھے کے تمام امور سے واقف ہے، وہ کسی کی بھی سفارش نہیں کرتے، بجز ان کے جن سے اللہ خوش ہو، وہ تو خود ہیبتِ الٰہی سے لرزاں وترساں ہیں۔''

اور فرمایا:

﴿ وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ﴿۸۸﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا ۙ ﴿۸۹﴾ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۙ ﴿۹۰﴾ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۚ ﴿۹۱﴾ وَ مَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ﴿۹۲﴾ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ﴿۹۳﴾ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَ عَدَّهُمْ عَدًّا ﴿۹۴﴾ وَ كُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴿۹۵﴾ ﴾ (مریم: ۸۸۔۹۵)

''ان کا قول تو یہ ہے کہ اللہ نے بھی اولاد اختیار کی ہے، یقیناً تم بہت بری اور بھاری چیز لاتے ہو، قریب ہے کہ اس قول کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں کہ وہ رحمن کی اولاد ثابت کرنے بیٹھے، شانِ رحمن کے لائق نہیں کہ وہ اولاد رکھے، آسمان وزمین میں جو بھی ہیں سب کے سب اللہ کے غلام بن کر ہی آنے والے ہیں، ان سب کو اس نے گھیر رکھا ہے اور سب کو پوری طرح گن بھی رکھا ہے، یہ سارے کے سارے قیامت کے دن اکیلے اس کے پاس حاضر ہونے والے ہیں۔''

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام (نصاریٰ جن کو خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے بارے میں فرمایا:

﴿ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَ جَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ؕ۝۵۹ ﴾

(الزخرف:۵۹)

''عیسیٰ بھی صرف بندہ ہی ہے جس پر ہم نے احسان کیا اور اسے بنی اسرائیل کے لیے نشانِ قدرت بنایا۔''

اس لیے ایک صحیح حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

((لا تطروز کما اطرت النصاریٰ عیسیٰ ابن مریم فانما انا عبد، فقولوا: عبد الله ورسوله)) ❶

''میری تعریف میں تم مبالغہ مت کرو جیسے کہ نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی کی ہے، میں تو صرف بندہ ہوں، تو تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔''

اور اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں نبی کریم ﷺ کی مکمل عبدیت کو اس طرح بیان کیا ہے:

﴿ سُبْحٰنَ الَّذِيْۤ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا ﴾

(اسراء:۱)

''پاک ہے وہ اللہ جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک لے گیا۔''

﴿ فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ؕ۝۱۰ ﴾ (النجم:۱۰)

''پس اس نے اپنے بندے کو وحی پہنچائی جو بھی پہنچائی۔''

﴿ وَّ اَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۝۱۹ ﴾

(الجن:۱۹)

''اور جب اللہ کا بندہ اس کی عبادت کے لیے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ بھیڑ کی

---

❶ البخاری، حدیث:۳۴۴۵، دارمی:۲/ ۳۲۰۔ مسند احمد : ۱/ ۲۳، ۲۴، ۵۵۔ شرح السنہ بغوی : ۱۳/ ۲۴۶۔ شمائل ترمذی:۲۸۴۔ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھیڑ بن کر اس پر پل پڑیں۔“

﴿وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ﴾

(البقرہ:۲۳)

”ہم نے جو کچھ اپنے بندے پر اتارا ہے، اس میں اگر تمہیں شک ہو اور تم سچے ہو تو اس جیسی ایک سورت تو بنا لاؤ۔“

درحقیقت پورا دین ہی عبادت میں داخل ہے، جیسے کہ ایک صحیح حدیث میں ہے:

”حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک اعرابی (دیہاتی) کی صورت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اور آپ سے صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ: اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو، زکوۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور اگر سفر کی طاقت ہو تو بیت اللہ کا حج کرو، پھر انہوں نے پوچھا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ پر ایمان لاؤ، اس کے فرشتوں، کتابوں اور رسولوں پر ایمان لاؤ، روزِ قیامت پر ایمان لاؤ اور تقدیر پر ایمان لاؤ چاہے خیر ہو یا شر۔ انہوں نے پوچھا کہ احسان کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہیں دیکھ رہے ہو تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر میں فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں جو تم کو تمہارا دین سکھانے آئے ہیں۔“ [1]

دین کا لفظ خشوع وخضوع اور عاجزی وانکساری کے معنیٰ کو بھی شامل ہے، جیسے کہ کہا جاتا ہے:

”دِنْتُهٗ فَدَانَ“

”میں نے اس کو تابعدار بنایا تو وہ تابعدار بن گیا۔“

---

[1] مسلم، حدیث:۸۔ ابو داؤد:۴۶۹۵۔ ترمذی: ۲۷۳۸۔ نسائی:۸ /۹۷۔ ابن ماجہ: ۶۳ عن عمر و بخاری: ۱/ ۱۰۶۔ مسلم:۹، ۱۰ عن ابی ہریرہ۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور کہا جاتا ہے:

”یَدِیْنُ اللّٰہِ وَیَدِیْنُ اللّٰہِ“

”وہ اللہ کی عبادت واطاعت کرتا ہے اور اس کے لیے عاجزی اختیار کرتا ہے۔“

عبادت کے اصل معنی تواضع کے ہیں، جیسے کہ کہا جاتا ہے: ”طَرِیْقٌ مُعَبَّدٌ“ ”یعنی روندا ہوا راستہ۔“ لیکن جس عبادت کا حکم اسلام نے دیا ہے وہ تابعداری اور انکساری کے ساتھ محبت کے معنیٰ کو بھی شامل ہے۔ یعنی اللہ کی عبادت انتہائی عاجزی اور محبت کے ساتھ کرنا۔

”محبت کا آخری درجہ وہ جذب ومحبت ہے جس میں عقل خراب ہو جائے اور پہلا درجہ محبوب سے دل لگانا ہے، پھر سوزشِ حب، پھر وہ محبت ہے جو دل کو عذاب میں مبتلا کرنے والی ہو، پھر جذب ومحبت ہے اور آخری درجہ تتیم ہے یعنی شدتِ جذب ومحبت کی وجہ سے عقل کی خرابی۔ کہا جاتا ہے: ”وھو تیم اللّٰہ“ ”یعنی وہ اللہ کا بندہ ہے۔“ تو متیم وہ شخص ہوا جو اپنے محبوب کا تابعدار ہو۔“

اگر کسی شخص نے بغض رکھ کر کسی انسان کی تابعداری کی تو وہ اس کا عابد نہیں کہلائے گا، اسی طرح اگر کسی چیز سے اس نے محبت کی لیکن اس کی تابعداری نہیں کی تو وہ اس کا عابد نہیں ہوا، بلکہ اس کی محبت ایسے ہی ہے جیسے کہ آدمی اپنے بچوں اور دوستوں سے محبت کرتا ہے۔ اس لیے ان دونوں میں صرف ایک چیز اللہ کی عبادت کے لیے کافی نہیں ہے بلکہ یہ ضروری ہے کہ اللہ بندے کے نزدیک ہر چیز سے زیادہ محبوب ہو اور ہر چیز سے زیادہ بڑا و عظمت والا ہو بلکہ محبت اور مکمل تابعداری کی مستحق صرف اللہ ہی کی ذات ہے اور غیر اللہ کی محبت فاسد ہے اور اللہ کے حکم کے علاوہ کی تعظیم باطل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَ اَبْنَآؤُکُمْ وَ اِخْوَانُکُمْ وَ اَزْوَاجُکُمْ وَ عَشِیْرَتُکُمْ وَ اَمْوَالُ اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَهَا وَ مَسٰکِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٤﴾ (التوبہ:٢٤)

''آپ کہہ دیجئے، اگر تمہارے باپ اور تمہارے لڑکے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے قبیلے اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو، اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب لے آئے۔''

محبت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے کافی چاہیے جیسے کہ اطاعت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہی کو خوش کرنا چاہیے جیسے کہ اللہ نے فرمایا:

﴿وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ﴾ (التوبہ:٦٢)

''اللہ اور اس کے رسول ﷺ رضامند کرنے کے زیادہ مستحق ہیں۔''

اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی سے لینا چاہیے۔ ارشادِ باری ہے:

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ﴾ (التوبہ:٥٩)

''اگر یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کے دیئے ہوئے پر خوش رہتے۔''

عبادت اور عبادت کے جو لوازمات ہیں جیسے اللہ پر توکل، اس سے خوف وغیرہ صرف اللہ ہی کے لیے ہونے چاہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿٦٤﴾ (آل عمران:٦٤)

''آپ کہہ دیجئے کہ اے اہلِ کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ، جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں، نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں، نہ اللہ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنائیں، پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴾ (التوبہ:٥٩)

''اگر یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کے دیئے ہوئے پر خوش رہتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ اللہ ہمیں کافی ہے، اللہ ہمیں اپنے فضل سے دے گا اور اس کا رسول بھی، ہم تو اللہ کی ذات سے ہی توقع رکھنے والے ہیں۔''

اللہ اور اس کے رسول سے لینا چاہیے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾ (الحشر:٧)

''اور رسول جو تمہیں دے، وہ لے لو، اور جس سے روکے رک جاؤ۔''

اسی طرح یہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ مؤمنوں کے لیے کافی ہے۔

جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴾ (آل عمران:١٧٣)

''وہ لوگ کہ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے پر لشکر جمع کر لیے ہیں تم ان سے خوف کھاؤ تو اس بات نے انہیں ایمان میں اور بڑھا دیا اور کہنے لگے: ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾

(الانفال:٦٤)

''اے نبی ﷺ! تجھے اللہ کافی ہے اور ان مومنوں کو بھی جو تیری پیروی کر رہے ہیں۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی تمہارے لیے اور مومنوں کے لیے اللہ کافی ہے۔

اور جس شخص نے آیت کا ترجمہ یہ کیا کہ:

''اے نبی ﷺ! تجھے اللہ اور مومن کافی ہیں۔''

تو اس نے فاش غلطی کی، جس کی تفصیل ہم نے ایک دوسری جگہ بیان کی ہے۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ﴾ (الزمر:۳٦)

''کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے۔''

مذکورہ بیان کے ذریعے یہ استدلال کرنا ہے کہ عبد سے مراد وہ بندہ ہے جسے اللہ نے اپنا تابع کر رکھا ہے، اللہ جس طرح چاہے اس کو گھمائے پھرائے، لہٰذا سب لوگ عباد اللہ کہلائیں گے چاہے وہ نیک ہو یا بد، مؤمن ہوں یا کافر، جنتی ہوں یا جہنمی کیوں کہ وہ سب لوگوں کا رب اور بادشاہ ہے، اس کی مشیت وقدرت اور ''کلماتِ تامہ سے کوئی نہیں نکل سکتا چاہے وہ نیک ہو یا بد۔'' [2] وہ جو چاہے گا وہی ہوگا چاہے لوگ اسے نہ چاہیں، اسی طرح جس کو لوگ چاہیں اور وہ نہ چاہے تو وہ ہرگز نہیں ہوسکتا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَ لَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝۸۳﴾ (آل عمران:۸۳)

''کیا یہ (کافر) اللہ کے دین کے سوا کسی اور دین کے طالب ہیں؟ حالانکہ سب

---

[1] اس تفصیل کے لیے دیکھیے: منہاج السنة للمؤلف: ۷/۲۰۱۔ نیز دیکھیے: ۲/۳۲، ۸/٤۸۷

[2] ان کلمات میں اس تعوذ کی طرف اشارہ ہے جو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی ﷺ کو سکھلایا تھا، جس میں ہے:
((اعوذ بكلمات الله التامات التى لايجا وزهنا برّو فاجر من شر ما خلق......)) مسند احمد: ۳/ ۱۹، عمل اليوم والليلة ابن السنى: ٦۳۱۔ تاريخ الامام البخارى ۱/۳/ ۲٤۸ وحسّن سنده محقق العبودية الشيخ على حسن عبد الحميد الاثرى۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہلِ آسمان و زمین بخوشی یا زبردستی سے اللہ کے فرمانبردار ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ ان کا خالق ورازق ہے، ان کو جلانے اور مارنے والا ہے، ان کے دلوں کو پھیرنے والا اور ان کے امور میں تصرّف کرنے والا ہے، اسکے علاوہ ان کا کوئی معبود نہیں، کوئی مالک وخالق نہیں چاہے وہ اس بات کا اعتراف کریں یا نہ کریں، چاہے وہ اس بات کو جانیں یا نہ جانیں لیکن اہلِ ایمان نے تو بہرحال اس چیز کو اچھی طرح سے جان لیا ہے اور اس پر ایمان لائے ہیں۔ اور جو لوگ اس بات سے ناواقف ہیں یا جاننے کے باوجود اس کا انکار کر رہے ہیں اور اللہ کے ساتھ تکبر کا معاملہ اختیار کر رہے ہیں، اس کا اقرار نہیں کرتے، اس کی تابعداری نہیں کرتے، جب کہ وہ دل میں جانتے ہیں کہ اللہ ہی ان کا رب ہے اور خالق ہے تو ایسے لوگوں کا انجام بہت برا ہوگا، جیسے کہ اللہ نے فرمایا ہے:

﴿وَ جَحَدُوْا بِهَا وَ اسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّ عُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۱۴﴾﴾ (النمل:١٤)

''انہوں نے انکار کر دیا حالانکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے، صرف ظلم وتکبر کی بناء پر، پس دیکھ لیجئے کہ ان فتنہ پرداز لوگوں کا انجام کیسا کچھ ہوا۔''

اور دوسری جگہ ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَ اِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾﴾ (البقرہ:١٤٦)

''جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ تو ایسے ہی پہچانتے ہیں جیسے کوئی اپنے بچوں کو پہچانے، ان کی ایک جماعت حق کو پہچان کر پھر چھپاتی ہے۔''

اور ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ وَ لٰكِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۳۳﴾﴾

(الانعام:٣٣)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''سو یہ لوگ آپ کو جھوٹا نہیں کہتے لیکن یہ ظالم تو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔''

اگر بندے نے اعتراف کرلیا کہ اللہ ہی اس کا رب اور خالق ہے اور اسی کا وہ محتاج ہے، تو اسے صرف اسی سے ہی سوال کرنا چاہیے، اسی سے گریہ وزاری کرنی چاہیے، اسی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ لیکن اگر وہ کبھی اس کے حکم کی اطاعت کرتا ہے اور کبھی اس کی نافرمانی کرتا ہے، کبھی اس کی عبادت کرتا ہے اور کبھی شیطان و بتوں کی عبادت کرتا ہے تو اس قسم کی بندگی و فرمانبرداری اہلِ جنت اور اہلِ جہنم کے درمیان تفریق نہیں کرسکتی، اور ایسا آدمی مؤمن نہیں ہو سکتا ہے، جیسے کہ اللہ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿١٠٦﴾﴾ (یوسف:۱۰۶)

''ان میں سے اکثر لوگ باوجود اللہ پر ایمان رکھنے کے بھی مشرک ہی ہیں۔''

بلاشبہ مشرکین اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کا خالق ہے، لیکن وہ اللہ کے علاوہ کی بھی عبادت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ط﴾ (الزمر:۳۸)

''اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان وزمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو یقیناً وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿قُلْ لِّمَنِ الْأَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٨٤﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ط قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٨٥﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿٨٦﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ط قُلْ أَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٨٧﴾ قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٨٨﴾ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ط قُلْ فَأَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ﴿٨٩﴾﴾

(المؤمنون:۸۴۔۸۹)

''پوچھیے تو سہی کہ زمین اور اس کی کل چیزیں کس کی ہے۔ بتلاؤ اگر جانتے ہو تو وہ فوراً جواب دیں گے کہ اللہ کی، کہہ دیجئے کہ پھر تم نصیحت کیوں نہیں حاصل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے۔ دریافت کیجیے کہ ساتوں آسمانوں کا اور بہت باعظمت عرش کا رب کون ہے؟ تو یہ لوگ جواب دیں گے کہ اللہ ہی ہے، کہہ دیجیے کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے، پوچھیئے کہ تمام چیزوں کا اختیار کس کے ہاتھ میں ہے، جو پناہ دیتا ہے اور جس کے مقابلے میں کوئی پناہ نہیں دیا جاتا، اگر تم جانتے ہو تو بتلا دو، تو یہی جواب دیں گے کہ اللہ ہی ہے، کہہ دیجیے کہ پھر تم کدھر سے جادو کر دیئے جاتے ہو۔''

حقیقت، طریقت، معرفت؟

بہت سے لوگ (صوفیاء وغیرہ) حقیقت یعنی اللہ کے وجود اور اس کے رب ہونے کے بارے میں باتیں کرتے ہیں۔ اس کی قدرت کا مشاہدہ کرتے ہیں، اور اس حقیقت کو مؤمن و کافر، نیک و بد سبھی پہچانتے ہیں بلکہ ابلیس بھی اس حقیقت کا اعتراف کرتا ہے جیسے کہ قرآنِ کریم میں ہے کہ ابلیس نے کہا:

﴿رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝﴾ (ص:۷۹)

''میرے رب مجھے لوگوں کے اٹھ کھڑے ہونے کے دن تک مہلت دے۔''

اور کہا:

﴿رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝﴾

(الحجر:۳۹)

''اے میرے رب! چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے، مجھے بھی قسم ہے کہ میں بھی زمین میں ان کے لیے معاصی کو مزین کروں گا، اور ان سب کو بہکاؤں گا بھی۔''

اور کہا:

﴿فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝﴾ (ص:۸۲)

''پھر تو تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو یقیناً بہکاؤں گا۔''

اور کہا:

﴿اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَىِٕنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۲﴾ (اسراء:٦٢)

''اچھا دیکھ لے، اسے تو نے مجھ پر بزرگی تو دی ہے لیکن اگر مجھے بھی قیامت تک تو نے ڈھیل دی تو میں اس کی اولاد کو بجز بہت تھوڑے لوگوں کے اپنے بس میں کرلوں گا۔''

ان تمام آیات میں ابلیس نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کا رب ہے اور خالق ہے اور دوسرے لوگوں کا بھی خالق ہے۔ اسی طرح اہلِ جہنم بھی اللہ کو اپنا رب سمجھیں گے جیسے کہ قرآن کریم میں ہے، اہلِ جہنم کہیں گے:

﴿ رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَ كُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿۱۰۶﴾ ﴾ (المؤمنون:١٠٦)

''اے پروردگار! ہماری بدبختی ہم پر غالب آ گئی (واقعی) ہم تھے ہی گمراہ۔''

اور اللہ تعالیٰ نے اہلِ جہنم کے بارے میں فرمایا ہے:

﴿ وَ لَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ؕ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَ رَبِّنَا ﴾ (الانعام:٣٠)

''اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب یہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے، اللہ فرمائے گا کہ کیا یہ امر واقعی نہیں ہے؟ وہ کہیں گے بے شک قسم ہمارے رب کی۔''

تو جو شخص اس حقیقت کو جاننے اور دیکھنے کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ کی سچی فرمانبرداری نہ کرے، اُس کے دین کو نہ مانے، اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت نہ کرے، تو وہ ابلیس اور اہلِ جہنم کی قِسم سے ہے۔ اور اگر وہ مزید یہ سمجھتا ہے کہ وہ الیاء اللہ اور اہلِ معرفت میں سے ہے جن کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی کوئی ضرورت نہیں تو وہ سب سے بڑا کافر و ملحد ہے۔

اور اگر کسی نے یہ کہا کہ حضرت خضر علیہ السلام [1] اور ان کے علاوہ اولیاء کرام رضی اللہ عنہم سے دین کا

[1] امام ابن الجوزی نے اپنی کتاب ''تلبیس ابلیس'' میں بھی اس موضوع پر خوب لکھا ہے، دیکھیے ''المنتقیٰ النفیس من تلبیس ابلیس'' للاثری، ص: ٤٥٦۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

معاملہ ساقط ہو گیا ہے کیوں کہ وہ اہلِ عرفان میں سے تھے، تو اس کا قول کافروں کے قول سے بھی برا ہے۔ [1] درحقیقت سچا عابد بننے کے لیے عبدیت کی دوسری قسم میں داخل ہونا ضروری ہے، وہ یہ کہ صرف اور صرف اللہ کی عبادت کی جائے، اس کے حکم کی اطاعت کی جائے، اس کے رسولوں کی باتوں کو مانا جائے، اس کے مؤمن و متقی بندوں سے دوستی کی جائے اور اس کے دشمنوں سے دشمنی کی جائے۔ یہ عبادت اللہ تعالیٰ کی الوہیت سے متعلق ہے، اسی لیے تو توحید کا عنوان و موضوع ''لا الہ الا اللّٰہ'' ہے۔ اور جو شخص اللہ کو رب مانتا ہے لیکن اس کی عبادت نہیں کرتا، یا اس کے ساتھ دوسروں کی بھی عبادت کرتا ہے تو وہ سچا عابد تو کیا صحیح راستے پر ہی نہیں ہے۔

الٰہ کا مطلب ہے وہ ہستی جس کی پرستش و عبادت دل سے انتہائی محبت، تعظیم و تکریم اور خوف و امید کے ساتھ کی جائے۔ اور یہی وہ ''عبادت'' ہے جسے اللہ پسند کرتا ہے اور جسے اللہ کے نیک بندوں نے کیا ہے اور جسے لے کر انبیاء علیہم السلام دنیا میں بھیجے گئے ہیں۔ اور ''عبد'' کا مطلب ہے تابعدار، چاہے وہ تابعداری کا اقرار کرے یا نہ کرے، اس میں مؤمن و کافر دونوں شامل ہیں۔

عبدیت کی ان دو قسموں میں فرق کرنے کے بعد دینی حقائق اور کونی حقائق (عالم کے وجود کے حقائق) کے درمیان فرق سمجھا جاتا ہے۔ پس دینی حقائق میں صرف اللہ کی عبادت کا حکم ہے، اس کے اوامر کی فرمانبرداری کا حکم ہے، جس سے اللہ راضی ہو اور اپنے بندوں کو جنت نعیم سے نوازے۔ اور کونی حقائق میں مؤمن و کافر، نیک و بد سب شامل ہیں، اور صرف کونی حقائق کی اتباع کرنے والے کافر و ملحد ہیں اور ابلیسِ لعین کے ساتھی ہیں۔ اور جس نے دینی حقائق میں سے بعض امور کو اختیار کیا اور بعض کو چھوڑ دیا یا کسی مقام پر اتباع کی اور کسی مقام پر

---

[1] شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنی بعض تصنیفات میں حضرت خضر علیہ السلام کے بارے پائے جانے والے بکثرت عقائد باطلہ اور صوفیاء کے افکارِ منحرفہ کی خوب تردید کی ہے۔ (دیکھیے: فتاویٰ ابن تیمیہ: ٤/ ٣٣٧۔ ٣٤١، ١٠/ ٤٣٤، ١١/ ٤٣٠، ٣/ ٢٦٦، ٢٧/ ١٠٠۔١٠٢۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اتباع نہیں کی تو اس کے ایمان میں اسی کے بقدار کمی پیدا ہو جائے گی۔

اس چیز کو سمجھنے میں بہت سے لوگوں نے غلطی کی ہے، یہاں تک کہ بہت سے صوفیاء کرام نے لغزش کھائی ہے جن کا تحقیق و توحید اور علم و عرفان کا دعویٰ بھی ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے فرمایا کہ "بہت سے لوگ جب قضاء وقدر تک پہنچتے ہیں تو رک جاتے ہیں۔ [1] جب کہ اس معاملہ میں میرے لیے دروازہ کھلا ہے۔ میں حق کے ذریعے حق کی خاطر تقدیر سے جھگڑتا ہوں اور آدمی وہ ہے جو تقدیر سے لڑے نہ وہ کہ جو تقدیر کے سامنے گھٹنا ٹیک دے۔"

البتہ اپنے گناہوں کو تقدیر کے سر نہیں تھوپنا چاہیے۔ یہ گھٹنے ٹیکنا ہے جس سے شیخ جیلانی نے روکا ہے۔ اس بات کی تفصیل اور شیخ جیلانی کے کلام کا مفصل جواب شیخ الاسلام نے خوب دلائل سے بھی دیا ہے۔ (دیکھیے: مجموع الفتاویٰ: ۸/۵۴۷ و مابعد)

حضرت شیخ نے جو یہ کہا ہے وہ درست ہے اور اسی چیز کا حکم اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دیا ہے، لیکن بہت سے لوگوں نے اسے سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ وہ اپنے مشاہدے اور عرفان سے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے لوگوں کے معاصی و گناہ کو دیکھ لیا ہے۔ جیسے اللہ نے ان کے لیے یا دوسرے لوگوں کے لیے مقدر کر دیا ہے، یہاں تک کہ کفر کو بھی۔ اور کہتے ہیں کہ یہ معاصی و کفر در حقیقت اللہ کی مرضی اور قضاء وقدر سے ہوتے ہیں، اور ان کے سامنے گھٹنا ٹیک دیتے ہیں، اسے عبادت اور دین سمجھتے ہیں اور کفار و مشرکین کی طرح یہ کہتے ہیں کہ:

﴿ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَ لَآ اٰبَآؤُنَا وَ لَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ﴾

(الانعام:۱۴۸)

"اگر اللہ چاہتا تو ہم نہ شرک کرتے اور نہ ہی ہمارے آباء اور نہ ہم کسی چیز کو

[1] اور شیخ جیلانی کے برعکس (گفتگو سے) اسے رک جانا ہی صحیح ہے کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ((اذا ذکر القدر فامسکوا)) "جب تقدیر کی بات چھڑے تو رک جاؤ۔" (مجمع طبرانی کبیر، حلیة الاولیاء، ابو نعیم شرح اصول السنة لالکائی، تاریخ دمشق ابن عساکر۔ سلسلة الاحادیث الصحیحه للالبانی جلد ۱ حدیث:۳۴ ص ۴۲۔ ۴۶)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حرام کرتے۔"

﴿ اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ﴾ (یس:٤٧)

"ہم انہیں کیوں کھلائیں جنہیں اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو خود کھلا پلا دیتا۔"

﴿ لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ﴾ (الزخرف:٢٠)

"اگر اللہ چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے۔"

اگر وہ ہدایت یافتہ ہوئے تو انہیں یہ چیز معلوم ہو جائے گی کہ تقدیر پر رضامندی کا حکم جس بات پر دیا گیا ہے وہ مصائب ہیں جو ہمیں پہنچتے ہیں جیسے کہ فقر و مرض اور خوف۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ ؕ ﴾

(التغابن:١١)

"کوئی مصیبت اللہ کی اجازت کے بغیر نہیں پہنچ سکتی اور جو اللہ پر ایمان لائے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے۔"

بعض سلف (علقمہ) کا کہنا ہے کہ اس سے مراد وہ آدمی ہے جس پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ جان لیتا ہے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے، پھر اس پر راضی رہتا ہے۔ [1]

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۚ ۝ لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ﴾ (الحدید:٢٢-٢٣)

"نہ کوئی مصیبت دنیا میں آتی ہے نہ تمہاری جانوں میں مگر اس سے پہلے کہ ہم اس کو پیدا کریں وہ ایک خاص کتاب میں لکھی ہوتی ہے، یہ کام اللہ پر بالکل آسان

[1] ان کے اس اثر کی تخریج عبد بن حمید، ابن المنذر اور شعب الایمان میں بیہقی نے کی ہے جیسا کہ تفسیر درمنشور سیوطی (٨/ ١٨٣ طبع دوم) میں ہے۔ بحوالہ العبودیت للاثری۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے تاکہ تم اپنے سے فوت شدہ کسی چیز پر رنجیدہ نہ ہو جایا کرو اور نہ عطا کردہ چیز پر اِترا جاؤ۔“

بخاری و مسلم میں یہ حدیث ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام نے بحث کی، موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم آدم ہو، جسے اللہ نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اور تمہارے اندر اپنی روح پھونکی، اور فرشتوں سے تمہیں سجدہ کرایا، اور ہر چیز کا نام تمہیں سکھایا، پھر ہمیں اور اپنے آپ کو جنت سے کیوں نکلوایا؟ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ تم موسیٰ ہو کہ جیسے اللہ نے اپنی رسالت اور کلام کے لیے چن لیا، تو کیا تم یہ مانتے ہو کہ یہ چیز میری پیدائش سے پہلے لکھ دی گئی تھی؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ہاں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جیت گئے۔“ [1]

یہاں حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے میں تقدیر کو دلیل یہ سمجھ کر نہیں بنایا کہ خطا کار تقدیر کو دلیل بنائے، یہ بات کوئی بھی مسلم اور عاقل نہیں کہے گا، اور اگر یہی بات عذر ہوتی تو ابلیس، قومِ نوح، قومِ ہود اور ہر کافر کے لیے عذر بن سکتی تھی۔

اسی طرح سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کو اس بات پر ملامت نہیں کی تھی کہ انہوں نے گناہ کا ارتکاب کیا، کیونکہ آدم علیہ السلام نے توبہ کر لی تھی، چنانچہ اللہ نے ان کو چن لیا اور انہیں ہدایت دی۔ بلکہ انہوں نے ملامت اس مصیبت کی وجہ سے کی تھی جو لوگوں کو ان کی غلطی کی وجہ سے پہنچی، اسی لیے انہوں نے کہا کہ آپ نے ہمیں اور اپنے نفس کو جنت سے کیوں نکالا، تو آدم علیہ السلام نے کہا کہ یہ چیز تو میری پیدائش سے پہلے لکھ دی گئی تھی۔

لہٰذا عمل اور اس پر مترتب ہونے والی مصیبت مقدر تھی اور جو مصیبت مقدر ہو اس کے سامنے گھٹنا ٹیکنا ضروری ہے، اور یہ اللہ کو رب ماننے پر کامل رضامندی کا اظہار ہے۔ اور جہاں

[1] بخاری: ۳۴۰۹۔ مسلم: ۲۶۵۲۔ ابو داؤد: ۴۷۰۱۔ ترمذی: ۲۱۳۵۔ مؤطا امام مالك: ۲/ ۸۹۸ عن ابی هریرہ اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایات کے لیے دیکھیے، الصحیحہ للالبانی: ۹۰۹، ۱۷۰۲۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

تک گناہ کا سوال ہے تو بندے کے لیے مناسب نہیں کہ وہ گناہ کرے اور اگر اس سے گناہ سرزد ہو جائے تو توبہ واستغفار کرے، پھر گناہوں سے بچے اور مصائب پر صبر کرے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ﴾ (المؤمن:۵۵)

''پس (اے نبی!) صبر کیجیے، اللہ کا وعدہ بلا شک وشبہ سچا ہی ہے اور اپنے گناہ سے معافی مانگتے رہیے۔''

اور ایک جگہ ارشاد فرمایا:

﴿وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا﴾ (آل عمران:۱۲۰)

''تم اگر صبر کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو ان کا مکر تمہیں کچھ نقصان نہ دے گا۔''

اور ایک مقام پر فرمایا:

﴿وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ (آل عمران:۱۸۶)

''اور اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو یقیناً یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔''

اور حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا:

﴿اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَ يَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (یوسف:۹۰)

''بات یہ ہے کہ جو بھی پرہیزگاری اور صبر کرے تو اللہ تعالیٰ کسی نیکوکار کا اجر ضائع نہیں کرتا۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلی فصل:

وجوبِ امر بالمعروف

بندے پر واجب ہے کہ وہ حسبِ استطاعت بھلائی کا حکم دے اور برائی سے روکے، اور اللہ کے راستے میں کفار و منافقین سے جہاد کرے، اللہ کے نیک بندوں سے دوستی کرے اور اللہ کے دشمنوں سے دشمنی کرے، اللہ ہی کی خاطر محبت کرے اور اللہ ہی کی خاطر دشمنی کرے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوا۟ عَدُوِّى وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَآءَ تُلْقُونَ إِلَيْهِم بِٱلْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا۟ بِمَا جَآءَكُم مِّنَ ٱلْحَقِّ يُخْرِجُونَ ٱلرَّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَن تُؤْمِنُوا۟ بِٱللَّهِ رَبِّكُمْ إِن كُنتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَٰدًا فِى سَبِيلِى وَٱبْتِغَآءَ مَرْضَاتِى تُسِرُّونَ إِلَيْهِم بِٱلْمَوَدَّةِ وَأَنَا۠ أَعْلَمُ بِمَآ أَخْفَيْتُمْ وَمَآ أَعْلَنتُمْ وَمَن يَفْعَلْهُ مِنكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ ٱلسَّبِيلِ ۝١ إِن يَثْقَفُوكُمْ يَكُونُوا۟ لَكُمْ أَعْدَآءً وَيَبْسُطُوٓا۟ إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَأَلْسِنَتَهُم بِٱلسُّوٓءِ وَوَدُّوا۟ لَوْ تَكْفُرُونَ ۝٢ لَن تَنفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَآ أَوْلَٰدُكُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝٣ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِىٓ إِبْرَٰهِيمَ وَٱلَّذِينَ مَعَهُۥٓ إِذْ قَالُوا۟ لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءَٰٓؤُا۟ مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ٱلْعَدَٰوَةُ وَٱلْبَغْضَآءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا۟ بِٱللَّهِ وَحْدَهُۥٓ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَٰهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَآ أَمْلِكُ لَكَ مِنَ ٱللَّهِ مِن شَىْءٍ رَّبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ ٱلْمَصِيرُ ۝٤ ﴾ (الممتحنہ:١-٤)

''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ، تم تو دوستی سے ان کی طرف پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حق کا جو تمہارے پاس آچکا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کفر کرتے ہیں، پیغمبر کو اور خود تمہیں بھی محض اس وجہ سے جلا وطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب پر ایمان رکھتے ہو، اگر تم میری راہ میں جہاد کے لیے اور میری رضامندی کی طلب میں نکلتے ہو (تو ان سے دوستیاں نہ کرو) تم ان کے پاس محبت کا پوشیدہ پوشیدہ پیغام بھیجتے ہو، اور مجھے خوب معلوم ہے جو تم نے چھپایا اور وہ بھی جو تم نے ظاہر کیا، تم میں سے جو بھی اس کام کو کرے گا، وہ یقیناً راہِ راست سے بہک جائے گا، اگر وہ تم پر کہیں قابو پا لیں گے تو وہ تمہارے (کھلے) دشمن ہو جائیں اور برائی کے ساتھ تم پر دست درازی اور زبان درازی کرنے لگیں، اور (دل سے) چاہنے لگیں کہ تم بھی کفر کرنے لگ جاؤ، تمہاری قرابتیں، رشتہ داریاں اور اولاد قیامت کے دن تمہارے کام نہ آئیں گی، اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان فیصلہ کر دے گا اور جو کچھ تم کر رہے ہو اسے اللہ خوب دیکھ رہا ہے۔ (مسلمانو!) تمہارے لیے ابراہیم میں اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے، جب کہ ان سب نے اپنی قوم سے برملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو، ان سب سے بالکل بیزار ہیں، ہم تمہارے (عقائد کے) منکر ہیں جب تک تم اللہ کی واحدانیت پر ایمان نہ لاؤ۔"

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ﴾ (المجادلہ:٢٢)

"اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالف کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے، گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبے (قبیلے) کے (عزیز) ہی کیوں نہ ہوں، یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان لکھ دیا اور جن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی تائید اپنی روح سے کی۔''

اور فرمایا:

﴿ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِیْنَ كَالْمُجْرِمِیْنَ ﴾ (القلم:٣٥)

''کیا ہم مسلمانوں کو مثل گناہ گاروں کے کر دیں گے؟۔''

اور ارشاد فرمایا:

﴿ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ ؗ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ كَالْفُجَّارِ ﴾ (ص:٢٨)

''کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے برابر کر دیں گے جو (ہمیشہ) زمیں میں فساد مچاتے رہے یا پرہیز گاروں کو بدکاروں جیسا کر دیں گے؟''

اور ایک جگہ فرمایا:

﴿ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ﴾ (الجاثیه:٢١)

''کیا ان لوگوں کو جو برے کام کرتے ہیں، یہ گمان ہے کہ ہم انہیں ان لوگوں جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک کام کیے کہ ان کا جینا مرنا یکساں ہو جائے، برا ہے وہ فیصلہ جو وہ کر رہے ہیں۔''

اور ایک مقام پر فرمایا:

﴿ وَ مَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَ الْبَصِیْرُ ۙ وَ لَا الظُّلُمٰتُ وَ لَا النُّوْرُ ۙ وَ لَا الظِّلُّ وَ لَا الْحَرُوْرُ ۚ وَ مَا یَسْتَوِی الْاَحْیَآءُ وَ لَا الْاَمْوَاتُ ؕ ﴾ (فاطر:١٩۔٢٢)

''اور اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتے اور نہ تاریکی اور روشنی، اور نہ چھاؤں اور دھوپ اور نہ زندے اور مردے برابر ہو سکتے ہیں۔''

نیز فرمایا:

﴿ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِیْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَ رَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ؕ هَلْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يَسۡتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ﴾ (الزمر:۲۹)

''اللہ تعالیٰ مثال بیان فرما رہا ہے، ایک وہ شخص جس میں بہت سے باہم ضد رکھنے والے ساجھی ہیں، اور دوسرا وہ شخص جو صرف ایک ہی کا (غلام) ہے کیا یہ دونوں صفت میں یکساں ہیں۔''

اور فرمانِ الٰہی ہے:

﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبۡدًا مَّمۡلُوۡكًا لَّا يَقۡدِرُ عَلٰى شَىۡءٍ وَّمَنۡ رَّزَقۡنٰهُ مِنَّا رِزۡقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنۡفِقُ مِنۡهُ سِرًّا وَّجَهۡرًا ؕ هَلۡ يَسۡتَوٗنَ ؕ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ ؕ بَلۡ اَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۷۵﴾ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيۡنِ اَحَدُهُمَاۤ اَبۡكَمُ لَا يَقۡدِرُ عَلٰى شَىۡءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوۡلٰٮهُ ۙ اَيۡنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاۡتِ بِخَيۡرٍ ؕ هَلۡ يَسۡتَوِىۡ هُوَ ۙ وَمَنۡ يَّاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۷۶﴾﴾

(النحل:۷۵-۷۶)

''اللہ تعالیٰ ایک مثال بیان فرماتا ہے کہ ایک غلام دوسرے کی ملکیت ہے جو کسی بات کا اختیار نہیں رکھتا، اور ایک اور شخص ہے جسے ہم نے اپنے پاس سے معقول روزی دے رکھی ہے جس میں سے وہ چھپے، کھلے خرچ کرتا ہے، کیا یہ سب برابر ہو سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے سب تعریف ہے بلکہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ ایک اور مثال بیان فرماتا ہے دو شخصوں کی جن میں سے ایک تو گونگا ہے اور کسی چیز پر اختیار نہیں رکھتا، بلکہ وہ اپنے مالک پر بوجھ ہے، کہیں بھی وہ اسے بھیجے وہ کوئی بھلائی نہیں لاتا کیا یہ اور وہ جو عدل کا حکم دیتا ہے اور ہے بھی سیدھی راہ پر برابر ہو سکتے ہیں۔''

اور فرمایا:

﴿لَا يَسۡتَوِىۡۤ اَصۡحٰبُ النَّارِ وَاَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ ؕ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّةِ هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ ﴿۲۰﴾﴾

(الحشر:۲۰)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اہل نار اور اہل جنت (باہم) برابر نہیں، جو اہل جنت میں وہی کامیاب ہیں۔''

اسی طرح سے اللہ نے اہل حق اور اہل باطل، اہل اطاعت اور اہل معصیت، اہل بر اور اہل فجور، اہل ہدایت اور اہل ضلالت، اہل صدق اور اہل کذب کے درمیان تفریق کی ہے اور جو لوگ عالم موجود کے مشاہدے کے دعویدار ہیں اور حقائق دینیہ کے منکر ہیں، (جیسے بعض صوفیاء کہتے ہیں) انہوں نے اس تفریق کو ختم کر دیا ہے، یہاں تک کہ اللہ اور بتوں کے درمیان تفریق ختم کر دی ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٩٧﴾ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٩٨﴾﴾

(الشعراء: ۹۷، ۹۸)

''قسم اللہ کی ہم تو کھلی غلطی پر تھے جب کہ تمہیں رب العالمین کے برابر سمجھ بیٹھے تھے۔''

بلکہ انہوں نے تو اللہ کو ہر مخلوق کے برابر کر دیا ہے، اور عبادت و اطاعت جس کا مستحق صرف اللہ ہے ہر مخلوق کے لیے جائز قرار دی ہے۔ جب وہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ کا وجود ہی ساری مخلوقات کا وجود ہے۔ (عقیدہ وحدت الوجود رکھنے والے صوفیاء کی طرف اشارہ ہے جو یہ کہتے ہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ کا وجود حقیقی ہے اور ساری موجودات کے وجود کی کوئی حقیقت نہیں، لہٰذا ہر چیز ہی اللہ ہے۔)

یہ تو بہت بڑا کفر و الحاد ہے، وہ اپنے آپ کو اللہ کا بندہ، اس کی عبادت کرنے والا اور تابعدار نہیں سمجھتے، بلکہ وہ طاغوت خود کو حق اور اللہ کہتے ہیں، جیسے کہ ابن عربی اور ابن سبعین وغیرہ جیسے ملحدین نے کہا ہے۔ [1] وہ اپنے آپ کو عابد بھی کہتے ہیں اور معبود بھی۔ یہ حقیقت کا

[1] محی الدین ابن عربی جس کی کتاب ''فصوص الحکم'' کفریات و شرکیات سے پُر ہے، لیکن اسے ''شیخ اکبر'' کہا جاتا ہے۔ امام ابن تیمیہ نے اس کتاب کا رد لکھا ہے جو کہ ان کے مجموع فتاویٰ (۲/ ۳۶۲ فما بعد) میں شائع ہو چکا ہے۔ اور صوفیا کا دوسرا طاغوت عبدالحق بن سبعین ہے جس کے کفریہ کلمات معروف ہیں۔ للتفصیل: البدایہ والنهایہ لابن کثیر: ۱۳/ ۲۶۱ ولسان المیزان ۱/ ۱۸۸

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مشاہدہ وعرفان نہیں ہے، نہ ہی عالم وجود کی حقیقت کا، اور نہ ہی دینی حقیقت کا بلکہ کھلم کھلی گمراہی ہے، کیونکہ انہوں نے خالق کے وجود کو مخلوق کا وجود بتایا ہے اور ہر اچھی اور بری صفت کو خالق اور مخلوق دونوں کی طرف منسوب کیا ہے، اور کہتے ہیں کہ خالق کا وجود مخلوق کا وجود ہے اور مخلوق کا وجود خالق کا وجود ہے۔ البتہ جو لوگ اللہ پر ایمان لائے، چاہے عوام ہوں یا خواص جنہیں اہلِ قرآن کہا گیا ہے، جیسے کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ لِلّٰہِ اَھْلِیْنَ مِنَ النَّاسِ))

''لوگوں میں بعض لوگ اللہ والے ہیں۔''

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ وہ کون لوگ ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اہلِ قرآن ہیں جو اللہ والے اور اس کے خاص لوگ ہیں۔'' [1]

یہ لوگ جانتے ہیں کہ اللہ ہی ہر چیز کا رب، بادشاہ اور خالق ہے، اور خالق مخلوق سے الگ ہے، نہ تو وہ مخلوق کے اندر حلول کیے ہوئے ہے اور نہ ہی ان سے ملا ہوا ہے، اور نہ ہی اس کا وجود مخلوق کا وجود ہے۔ نصاریٰ کو اللہ تعالیٰ نے کافر قرار دیا جب انہوں نے یہ کہ اللہ حضرت مسیح علیہ السلام کے اندر حلول کیے ہوئے ہے اور ان کی ذات سے ملا ہوا ہے، تو جو ہر مخلوق کے اندر اللہ کے حلول کرنے کی بات کرے، اس کے بارے میں اللہ کا کیا فیصلہ ہوگا؟ جب کہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ نے اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے، اور اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی نافرمانی سے منع کیا ہے، اور وہ فساد پسند نہیں کرتا اور اپنے بندے کے لیے کفر کو ناپسند کرتا ہے۔ اور مخلوق پر واجب ہے کہ اس کی عبادت کرے، اور اس کے حکم کی اطاعت کرے، اور اسی سے مدد مانگے، جیسا کہ سورۃ فاتحہ میں ہے:

﴿اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۝﴾ (الفاتحہ:٤)

[1] ابن ماجه : ٢١٥، مسند احمد ٣/ ١٢٧، ١٢٨، ٢٤٢، مسند طيالسی: ٢١٢٤، حلية الاولياء ابونعيم ٣/ ٦٣، ٩/ ٤٠، مصباح الزجاجة (١/ ٧٢) میں امام بوصیری نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے، لیکن محقق العبودیۃ نے حسن قرار دیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔''

اللہ کی عبادت واطاعت میں سے ہی امر بالمعروف، نہی عن المنکراور اللہ کے راستے میں اہلِ کفر ونفاق سے جہاد کرنا ہے۔ اللہ کے مؤمن بندے اس کے ذریعے دین کو قائم کرتے ہیں اور برائیوں کو زائل کرتے ہیں، جیسے کہ آدمی کھانے سے بھوک کو زائل کرتا ہے اور لباس سے ٹھنڈی کو دور کرتا ہے، اسی طرح سے ہر مطلوب چیز سے مکروہ چیز دور کی جاتی ہے جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم دوا کرتے ہیں، جھاڑ پھونک کرتے ہیں اور پرہیز کرتے ہیں تو کیا یہ چیزیں تقدیرِ الٰہی کی مخالفت نہیں کرتیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''یہ بھی تقدیر الٰہی ہے۔'' (کہ یہ ساری چیزیں) اپنا اثر دکھاتی ہیں۔ [1]

ایک حدیث میں ہے کہ دعا اور بلاء آسمان اور زمین کے درمیان ملتے ہیں اور ایک دوسرے سے جھگڑا کرتے ہیں۔ [2]

یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں اور اللہ کی عبادت کرنے والوں کا حال ہوتا ہے اور یہ سب عبادت ہے۔

اور جو لوگ حقیقتِ کونیہ یا عالمِ وجود کا مشاہدہ کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں، اور اسی کی وجہ سے احکامِ شرعیہ کو ساقط سمجھتے ہیں، وہ گمراہی پر ہیں اور ان کی گمراہی کے مختلف مراتب ہیں:

صوفیاء کی گمراہی کے الگ الگ درجات ومراتب:

(ا):...... ان میں سے جو غالی ہیں وہ مطلقاً احکامِ شرعیہ کو ساقط سمجھتے ہیں اور شریعت کے خلاف جو کام کرتے ہیں، اس میں تقدیر کو دلیل بناتے ہیں۔ ان لوگوں کا قول یہود ونصاریٰ

---

[1] ترمذی:۲۱۴۸۔ ابن ماجه : ۳۴۳۷۔ مسند احمد : ۳/ ۴۲۱۔ مستدرك حاكم: ٤/ ۱۹۹۔ معجم طبرانی کبیر : ۱۲۷۸٤۔ وضعفه الهيثمی فی مجمع الزوائد: ٥ /٨٥ والالبانی فی تخریج احادیث مشکاۃ الفتر،ص ۱۳۔۱۵۔

[2] رواه الحاكم: ۱/ ٤٩٢۔ والبزار:۲۱٦٥ وله شاهد فی الترمذی:۲۱٤۰ وغيره دیکھیے، الصحیحة:١٥٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے قول سے بھی برا ہے، بلکہ مشرکین کے قول کے مشابہ ہے، جیسے کہ قرآنِ کریم میں ہے:

﴿ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ط ﴾

(الانعام:١٤٨)

''اگر اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے آباء شرک نہ کرتے اور نہ کسی چیز کو حرام ٹھہراتے۔''

اور ایک جگہ ہے:

﴿ لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ط ﴾ (الزخرف:٢٠)

''اگر اللہ چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے۔''

ان کا بیان متضاد ہے بلکہ جو بھی تقدیر کو دلیل بنائے، اس کی باتیں متضاد ہیں، کیونکہ اگر کوئی آدمی ظلم کرے، لوگوں خون بہائے، زنا کرے، لوگوں کو برباد کرے، تو ایسی تقدیر کا دفع کرنا بہت ضروری ہے اور واجب ہے کہ ظالم کو سزا دی جائے، اس کا ہاتھ ظلم سے روکا جائے، لہٰذا اگر تقدیر کو دلیل بنایا جائے گا تو ہر آدمی جو چاہے گا وہ کرے گا، اور اس کو اس کے حال پر چھوڑنا پڑے گا اور یہ انتہائی باطل دلیل ہے۔

اس بات کے کہنے والا جو حقائقِ کونیہ کو دلیل بناتے ہیں، نہ تو اس بات کو پوری طرح ردّ کرتے ہیں اور نہ ہی اس کو پوری طرح اپناتے ہیں، بلکہ اپنی خواہشاتِ نفس کی پیروی کرتے ہیں جیسا کہ بعض علماء نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ ''یہ لوگ اطاعت کے وقت قدری بن جاتے ہیں اور معصیت کے وقت جبری بن جاتے ہیں کہ جو ان کی خواہشِ نفس کے مطابق ہوگا اسی کو اپنا مذہب بنا لیتے ہیں۔''

(۲):...... ان صوفیاء میں سے بعض وہ ہیں جو اہلِ عرفان اور اہلِ تحقیق ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ امر و نہی (احکامِ شریعت) پر عمل کرنا اس شخص کے لیے لازم ہے جس نے اپنے نفس کے لیے افعال کا صرف مشاہدہ کیا ہو، لیکن جس شخص نے یہ مشاہدہ کیا کہ اس کے افعال مخلوق ہیں اور وہ اس کے کرنے پر مجبور ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اس میں تصرّف کرنے والا ہے، تو اس سے امر و نہی (احکامِ شریعت) اور وعدہ وعید ساقط ہو جائیں گے۔ ان کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہنا ہے کہ جس نے ارادے کا مشاہدہ کیا اسے مکلف نہیں بنایا جائے گا، ان کا کہنا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام احکامِ شرعیہ کے مکلّف نہیں تھے کیوں کہ انہوں نے ارادے کا مشاہدہ کیا تھا۔

عام اور خاص لوگ:

ان صوفیاء کے یہاں کچھ عام لوگ ہیں اور کچھ خاص لوگ، پس جن لوگوں نے حقائقِ کونیہ کا مشاہدہ کیا ہے، وہ خاص لوگ ہیں (جن کو علماءِ حقیقت، علماءِ باطن، علماءِ غیب، اہل اللہ، اہلِ الکشف اور عارفین باللہ وغیرہ کہا کرتے ہیں) انہوں نے اس بات کا مشاہدہ کرلیا ہے کہ اللہ بندے کے افعال کا خالق ہے اور تمام کائنات کا مدبر ہے اور وہی ارادہ کرنے والا ہے۔

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ کچھ لوگ صرف جانتے ہیں اور کچھ لوگ جاننے کے ساتھ اس کا مشاہدہ بلا واسطہ کرتے ہیں، تو جو لوگ صرف جانتے ہیں ان سے احکامِ شرعیہ ساقط نہیں ہوں گے بلکہ ان پر عمل کرنا واجب ہوگا۔

اور جو لوگ تقدیر کا مشاہدہ کرتے ہیں، ان سے احکامِ شرعیہ پر عمل ساقط ہوجائے گا اور انہیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس طرح سے وہ جبر وقدر کو شرعی احکام پر عمل کرنے سے روکنے والی ایک چیز مانتے ہیں، اور بہت سے علم وعرفان اور تحقیق کا دعویٰ کرنے والے اس مسئلہ میں الجھ کر رہ گئے ہیں۔

معتزلہ امر ونہی (احکامِ شرعیہ) کو ثابت کرتے ہیں اور قضاء وقدر کا انکار کرتے ہیں۔

اور یہ لوگ قضاء وقدر کو ثابت کرتے ہیں اور امر ونہی کا انکار کرتے ہیں، اس شخص کے لیے جس نے تقدیر کا مشاہدہ کیا ہو۔

ان لوگوں کا قول معتزلہ کے قول سے بھی برا ہے اور سلف صالحین کے طریقے کے خلاف ہے۔ یہ لوگ امر ونہی (احکامِ شرعیہ) کی پابندی انہیں لوگوں کے لیے لازم مانتے ہیں جنہوں نے عالمِ وجود کے حقائق کا مشاہدہ نہیں کیا ہے، اور جس نے عالمِ وجود کے حقائق کا مشاہدہ کیا ہے، اس سے احکامِ شرعیہ کی پابندی کو ساقط قرار دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ اہلِ الخواص میں سے ہیں اور کبھی کبھی قرآنِ کریم کی اس آیتِ کریمہ سے استدلال کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ﴾ (الحجر:٩٩)

''اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں، یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے۔''

یہاں یقین سے مراد ان کے نزدیک موت نہیں بلکہ اس حقیقت کی معرفت ہے۔

ان لوگوں کی باتیں صراحتاً کفر پر مبنی ہیں، اگرچہ ایک جماعت یہ نہیں سمجھتی ہے کہ یہ کفر ہے۔ کیونکہ امر و نہی (احکامِ شرعیہ) کی پابندی ہر بندے پر اس وقت تک واجب ہے جب تک کہ وہ عقلِ سلیم کا مالک ہے اور جب تک کہ اسے موت نہیں آتی ہے۔ وہ دونوں چیزیں اس سے کبھی ساقط نہیں ہو سکتیں خواہ اس نے تقدیر کا مشاہدہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ اسلامی قوانین کے مطابق ایسے شخص کو پہلے حقیقت بتائی جائے گی پھر اگر وہ نہیں مانتا، اور احکامِ شرعیہ کے ساقط ہونے پر اصرار کرتا ہے تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ [1]

متاخرین علماء نے اس کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے، جب کہ متقدمین علماء کے یہاں اس کے بارے میں کچھ نہیں ملتا ہے۔

اس قسم کے مقالات و نظریات درحقیقت اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی کو ظاہر کرتے ہیں، اس کے راستے سے روکتے ہیں، اس کے رسولوں کی تکذیب کرتے ہیں، اس کے احکام کی مخالفت کرتے ہیں اگرچہ ایسا شخص اس کو غلط نہیں سمجھتا بلکہ رسولوں کا طریقہ سمجھتا ہے، اور اہلِ تحقیق، اولیاء اللہ کا طریقہ سمجھتا ہے۔ اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ اس پر نماز واجب نہیں، کیونکہ وہ اس سے مستغنیٰ ہے، اپنے دل کی خاص کیفیت کی وجہ سے، یا یہ سمجھے کہ اس کے لیے شراب حلال ہے، کیونکہ وہ بندگانِ خاص میں سے ہے جنہیں شراب پینا نقصان نہیں پہنچائے گا، یا یہ کہ اس کے لیے زنا جائز ہے کیونکہ وہ ایسا سمندر ہے جس کو کوئی گناہ گدلا نہیں کرے گا۔

اس میں شک نہیں کہ مشرکین نے بھی جو کہ رسولوں کو جھٹلاتے تھے، اللہ کی شریعت کی

[1] اہلِ سنت کے یہاں کسی کو کافر قرار دینے سے پہلے یہ اہم قاعدہ ہے کہ وضاحت کے ذریعے پہلے اس پر حجت قائم کی جائے۔ اور اتمامِ حجت کے بعد بھی وہ مصر رہے تو اس پر ارتداد کی حد قائم کی جائے۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

مخالفت میں نئی نئی باتیں گڑھیں اور تقدیر کو اس پر دلیل بنایا اور یہ لوگ بھی ایسا ہی کرتے ہیں، یہ نئی نئی باتیں گھڑتے ہیں، اور تقدیر کو اس پر دلیل بناتے ہیں جیسے کہ اللہ نے فرمایا ہے:

﴿وَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَ اللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ؕ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۲۸﴾

(الاعراف:۲۸)

''اور وہ لوگ جب کوئی فحش کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریقے پر پایا ہے اور اللہ نے بھی ہمیں یہی بتایا ہے، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ فحش بات کی تعلیم نہیں دیتا، کیا اللہ کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جس کی تم سند نہیں رکھتے۔''

اور ایک جگہ ارشاد فرمایا ہے:

﴿سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَ لَآ اٰبَآؤُنَا وَ لَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ؕ﴾ (الانعام:۱٤۸)

''مشرکین کہیں گے کہ اگر اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے آباء شرک نہ کرتے اور نہ کسی چیز کو حرام ٹھہراتے۔''

مشرکین نے ایسا دین گھڑا جس میں انہوں نے حرام چیز کو حلال ٹھہرایا اور اللہ کی عبادت غلط طریقے سے کرنے لگے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ قَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّ حَرْثٌ حِجْرٌ ۖ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَ اَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَ اَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ ؕ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝۱۳۸﴾ (الانعام:۱۳۸) [1]

''اور وہ اپنے خیال سے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ کچھ مویشی اور کھیت ہیں جن کا

[1] شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ سورۃ انعام کی آیت: ۱۳۸ سے سورت کی آخری آیت تک مطالعہ کریں۔ (العبودیة، ص٤٦)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

استعمال ہر شخص کو جائز نہیں، ان کو کوئی نہیں کھا سکتا سوائے ان کے جن کو ہم چاہیں، اور کچھ مویشی ایسے ہیں جن پر سواری یا بار برداری حرام کردی گئی، اور کچھ مویشی وہ ہیں جن پر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتے محض اللہ پر افترا باندھنے کے طور پر، اللہ تعالیٰ عنقریب ان کو ان کے افترا کی سزا دے گا۔''

اور سورۂ اعراف میں ہے:

﴿ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ وَ الْاِثْمَ وَ الْبَغْيَ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ اَنْ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ اَنْ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۳۳ وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝۳۴ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۳۵ وَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ اسْتَكْبَرُوْا عَنْهَآ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۳۶ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اُولٰٓىِٕكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَ شَهِدُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝۳۷ قَالَ ادْخُلُوْا فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ فِي النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوْا فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ۬ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝۳۸﴾ (الاعراف : ۳۳ ۔ ۳۸)

''اے اولادِ آدم! شیطان تمہیں کسی خراب میں نہ ڈال دے جیسے کہ اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے باہر کرا دیا اور ایسی حالت میں کہ ان سے لباس بھی اتروا دیا تا کہ وہ ان کو ان کی شرمگاہیں دکھائے۔ وہ اور اس کا لشکر تمہیں ایسے طور پر دیکھتا ہے کہ تم ان کو نہیں دیکھ سکتے، ہم نے شیطانوں کو انہی لوگوں کو دوست

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنایا ہے جو ایمان نہیں لاتے۔ اور وہ لوگ جب کوئی فحش کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریقے پر پایا ہے اور اللہ نے بھی ہمیں یہی بتایا ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ فحش بات کی تعلیم نہیں دیتا، کیا اللہ کے ذمے ایسی بات لگاتے ہو جس کی تم سند نہیں رکھتے۔ آپ کہہ دیجیے کہ میرے رب نے حکم دیا ہے انصاف کا اور یہ کہ تم ہر سجدہ کے وقت اپنا رخ سیدھا (قبلے کی طرف) رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طور پر کرو کہ اس عبادت کو خالص اللہ ہی کے لیے رکھو، تمہیں اللہ نے جس طرح شروع میں پیدا کیا تھا، اسی طرح تم دوبارہ پیدا ہو گے، بعض لوگوں کو اللہ نے ہدایت دی ہے، اور بعض لوگوں پر گمراہی ثابت ہو گئی ہے، ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطانوں کو دوست بنا لیا ہے اور خیال رکھتے ہیں کہ وہ راہ راست پر ہیں۔ اے اولاد آدم! تم مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنے تئیں مزین کر لیا کرو اور خوب کھاؤ اور پیو اور حد سے مت نکلو، بے شک اللہ حد سے نکل جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ آپ پوچھیے کہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے اسبابِ زینت کو جن کو اس نے اپنے بندوں کے واسطے بنایا ہے اور کھانے پینے کی حلال چیزوں کو کس شخص نے حرام کیا ہے؟ آپ کہہ دیجئے کہ یہ اشیاء دنیوی زندگی میں مومنوں کے لیے ہے، اور قیامت کے دن خاص انہیں کا حصہ ہوں گی۔ ہم اسی طرح تمام آیات کو سمجھ داروں کے لیے صاف صاف بیان کرتے ہیں۔ آپ فرمائیے کہ البتہ میرے رب نے صرف حرام کیا ہے تمام فحش باتوں کو ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور گناہوں کو اور ناحق زیادتی کو اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی ایسی چیز کا شریک ٹھہراؤ جس کی اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی، اور اس بات کو کہ تم اللہ کے ذمے ایسی بات لگا دو جس کو تم جانتے نہیں۔"

یہ لوگ بدعت کو بھی حقیقت سمجھتے کہتے ہیں، جس طرح تقدیر کے دیکھنے کو حقیقت کہتے ہیں، حقیقت کا مطلب ان کے نزدیک یہ ہے کہ علماء حقیقت کے لیے احکامِ شرعیہ کی پابندی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضروری نہیں بلکہ وہی کافی ہے جو وہ دیکھتے ہیں۔ یا جو وہ اپنے دل میں محسوس کرتے ہیں خواہ وہ دل اللہ سے غافل ہی کیوں نہ ہو۔ یہ لوگ مطلق تقدیر کو حجت نہیں بناتے ہیں بلکہ اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں اور اسی کو حقیقت کہتے ہیں اور اسی کی اتباع کا حکم دیتے ہیں۔ نہ کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع کا۔ ان کا قول اہل الکلام میں سے جہمیہ وغیرہ کے قول کے مشابہ ہے، جنہوں نے کتاب وسنت کے مخالف اقوال کو حقائقِ عقلیہ مانا ہے اور کتاب وسنت کی تحریف کی ہے، یا اس سے مطلقاً اعراض کیا ہے۔ وہ کتاب وسنت کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ ہم اس کا معنیٰ اللہ کے سپرد کرتے ہیں، جب کہ وہ اس کے خلاف معنیٰ ومراد پر اعتقاد رکھتے ہیں۔

وہ جن حقائقِ عقلیہ کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں جو کہ کتاب وسنت کے مخالف ہے، اگر اس کی تحقیق کی جائے تو پتہ چلے گا کہ وہ جہالت ہے اور فاسد عقیدہ ہے۔

اسی طرح صوفیاء میں علماء حقائق جن کے مشاہدے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اگر اس میں تحقیق کی جائے تو پتہ چلے گا کہ وہ صرف اپنے نفس کی اتباع کرتے ہیں جو کتاب وسنت کی مخالفت ہے، اور جس کی اتباع صرف اعداء اللہ ہی کریں گے نہ کہ اولیاء اللہ۔

درحقیقت ان لوگوں کی گمراہی کی اصل وجہ یہ ہے کہ انہوں نے قیاس کو نصِ صریح پر ترجیح دی اور اپنی خواہشات کی اتباع کو اللہ کے حکم کی اتباع پر مقدم رکھا۔

معاملہ یہ ہے کہ ہر شخص اپنی محبت و چاہت کے مطابق ذوق وشوق رکھتا ہے، لہٰذا اہل ایمان کا ذوق وشوق اسی طرح ہے جس طرح کہ نبی کریم ﷺ نے اس حدیث میں بیان کیا ہے:

> ”تین چیزیں جس کے اندر ہوں وہ ایمان کی مٹھاس پاتا ہے، ایک یہ کہ اس کے نزدیک اللہ اور اس کے رسول ساری چیزوں سے محبوب ہوں، دوسرے یہ کہ اللہ ہی کی خاطر وہ کسی شخص سے محبت کرے، تیسرے یہ کہ کفر سے نکلنے کے بعد کفر کی طرف لوٹنا اس کے لیے ایسے ہی ناگوار ہو جیسے کہ وہ آگ میں ڈالا جانا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

ناپسند کرتا ہے۔'' ❶

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''ایمان کا مزہ اس شخص نے چکھا جو اللہ کو رب ماننے پر راضی ہو، اور اسلام کو دین ماننے پر، اور محمد ﷺ کو نبی ماننے پر۔'' ❷

کافر، بدعتی اور اپنی خواہشات کی اتباع کرنے والے اپنی چاہت و محبت کا اظہار اپنے ذوق وشوق کے مطابق کرتے ہیں۔ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے کہا گیا کہ کیا بات ہے کہ یہ عشاق اپنی محبت کا بہت دم بھرتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ تم اللہ تعالیٰ کے اس قول کو بھول گئے ہو:

﴿ وَ اُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْعِجْلَ بِكُفْرِهِمْ ﴾ (البقرہ:۹۳)

''ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت (گویا) پلا دی گئی، بسبب ان کے کفر کے۔''

لہٰذا بت پرست اپنے معبودوں سے محبت ایسے ہی کرتے ہیں جیسے کہ قرآنِ کریم میں ہے:

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ﴾ (البقرہ:۱۶۵)

''اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے، اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا یَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَیْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ ﴾ (القصص:۵۰)

❶ بخاری:۲۱،۱۶۔ مسلم:۴۳۔ ترمذی:۲۶۲۶۔ نسائی: ۸/ ۹۴۔۹۶۔ مسند احمد: ۳/ ۱۰۳۔ طیالسی:۱۹۵۹۔

❷ مسلم:۳۴۔ ترمذی:۲۶۲۳۔ مسند احمد: ۱/ ۲۰۸۔ شرح السنه بغوی:۱/ ۵۲۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''پھر اگر یہ تیری نہ مانیں تو تو یقین کر لے کہ یہ صرف اپنی خواہش کی پیروی کر رہے ہیں، اور اس سے بڑھ کر بہکا ہوا کون ہے جو اپنی خواہشات کے پیچھے پڑا ہوا ہو بغیر اللہ کی رہنمائی کے۔''

اور فرمایا:

﴿اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ مَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى ؕ﴾ (النجم:٢٣)

''یہ لوگ تو صرف اٹکل اور اپنی نفسانی خواہش کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں حالانکہ ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس ہدایت آ چکی ہے۔''

اسی لیے یہ لوگ شعر و نغمہ (سماع و قوالی اور موسیقی) سننا اور سر دُھنا پسند کرتے ہیں، جو ان کی محبت میں ہیجان پیدا کرتا ہے۔ یہ محبت اہلِ ایمان کی محبت سے بالکل مختلف ہے، یہ لوگ ان تو صرف اپنی خواہشات کی اتباع کرتے ہیں، اور کتاب و سنت کو نظر انداز کرتے ہیں، اور سلف صالحین کے فہم و عمل اور طریقے کی مخالفت کرتے ہیں۔ لہٰذا جو شخص اللہ کی عبادت اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی مخالفت کرے وہ صحیح معنوں میں اللہ کے دین کا متبع نہیں ہو سکتا جیسے کہ اللہ نے فرمایا ہے:

﴿ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَ اللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝﴾ (الجاثیہ:١٨-١٩)

''پھر ہم نے آپ کو دین کی (ظاہر) راہ پر قائم کر دیا سو آپ اس پر لگے رہیں اور نادانوں کی خواہشات کی پیروی میں نہ پڑیں، یہ لوگ ہرگز اللہ کے سامنے آپ کے کچھ کام نہیں آ سکتے۔ اور ظالم لوگ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہوتے ہیں اور پرہیزگاروں کا کارساز اللہ تعالیٰ ہے۔''

ایسا شخص تو بغیر اللہ کی ہدایت کے اپنی خواہشات کا متبع ہے جیسے کہ اللہ نے فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ﴾

(الشوریٰ:۲۱)

''کیا ان لوگوں نے ایسے (اللہ کے) شریک مقرر کر رکھے ہیں جنھوں نے ایسے احکامِ دین مقرر کر دیئے ہیں جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں۔''

یہ لوگ درحقیقت ایک بدعت پر عمل کرتے ہیں، جسے بزعمِ خود ''حقیقت'' کہتے ہیں اور اسے اللہ کی شریعت پر مقدم قرار دیتے ہیں۔ اور کبھی تقدیر کو شریعت کے مقابلہ میں دلیل بناتے ہیں۔ ان صوفیاء میں بعض ان کے نزدیک بڑے مرتبے والے ہیں۔ یہ لوگ مشہور فرائض کی ادائیگی اور مشہور محرمات سے بچنے میں اپنی خواہشات کے مطابق دین کو تو لازم پکڑتے ہیں مگر اسباب جس کو اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور جو کہ عبادت ہے اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کا یہ گمان ہے کہ جب اہلِ عرفان تقدیر کا مشاہدہ کر لیتے ہیں تو اب انہیں اسباب اختیار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ مثال کے طور پر توکل اور دعا وغیرہ ان کے نزدیک مقاماتِ عامہ میں سے ہیں نہ کہ مقاماتِ خاصہ میں سے، اور جس نے تقدیر کا مشاہدہ کر لیا اس کو دعا وغیرہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ سراسر غلط اور کھلم کھلا گمراہی ہے، کیونکہ اللہ نے اشیاء کو ان کے اسباب کے ساتھ مقدر کیا ہے جیسے کہ نیک بختی اور بدبختی کو ان کے اسباب کے ساتھ مقدر کر دیا ہے۔ حدیث میں ہے:

''اللہ نے جنت کے لیے اہلِ جنت کو پیدا کیا ہے اور ان جنت کو ان کے لیے اس وقت پیدا کیا جبکہ وہ اپنے باپ دادا کی ریڑھ کی ہڈی میں تھے اور وہ اہلِ جنت ہی کا عمل کریں گے۔ اور جہنم کے لیے اہلِ جہنم کو پیدا کیا ہے اور اس جہنم کو ان کے لیے اس وقت پیدا کیا ہے جبکہ وہ اپنے باپ دادا کی ریڑھ کی ہڈی میں تھے اور وہ اہلِ جہنم ہی کا کام کریں گے۔'' [1]

[1] مسلم:۲۶۶۲۔ ابوداؤد:۴۷۱۲۔ نسائی:۴/ ۵۷۔ ابن ماجہ:۸۲۔ مسند احمد: ۶/ ۴۱۔ ۲۰۸۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح سے جب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتایا کہ اللہ نے تقدیر لکھ دی ہے تو انہوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا ہم عمل کرنا چھوڑ دیں اور تقدیر پر بھروسہ کرلیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''نہیں، تم عمل کرو اس لیے کہ ہر شخص کے لیے وہ چیز آسان کر دی جاتی ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے، پس جو لوگ نیک بخت ہیں ان کے لیے نیک بخت لوگوں کے کام آسان بنا دیئے جاتے ہیں۔'' [1]

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اسباب اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ عبادت ہے اور اس عبادت کو اختیار کرنے کے بعد اللہ پر توکل ضروری ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۚ﴾ (ھود:۱۲۳)

''پس تم اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔''

ایک دوسری جگہ فرمایا:

﴿قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ ۝﴾

(الرعد:۳۰)

''آپ کہہ دیجیے کہ میرا پالنے والا تو وہی ہے اس کے سوا اور حقیقت کوئی بھی لائقِ عبادت نہیں، اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی جانب میرا رجوع ہے۔''

اسی طرح قرآن کریم میں ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا:

﴿عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ﴾ (ھود:۸۸)

''اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔''

ان میں سے بعض لوگ مستحبات کو چھوڑ دیتے ہیں اور صرف واجبات کو اختیار کرتے ہیں، بعض ان میں سے کرامات کا دعویٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بہت سا معاملہ ان کے لیے ظاہر

---

[1] بخاری : ۱۳۶۲۔ مسلم : ۲٦٤٧۔ ابو داؤد : ٤٦٩٤۔ ترمذی:۲۱۳٦۔ بخاری:۷۸۔ مسند احمد:۱/ ۸۲۔ صحیح ابن حبان:۳٤، ۳۵۔ مصنف عبد الرزاق:۲۰۰۷٤۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوجاتا ہے اوران کی دعائیں قبول ہوتی ہیں، چنانچہ وہ عبادت وشکر وغیرہ میں مشغول رہتے ہیں۔

صوفیاء کے طریقوں سے نجات کا طریقہ:

صوفیاء کے ان طریقوں سے نجات کا ذریعہ صرف یہ ہے کہ آدمی ہر وقت اللہ کی اس حکم کی پیروی کرے جس کو انبیاء علیہم السلام لے کر آئے۔ امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ہمارے اسلاف یہ کہتے تھے کہ سنت کو پکڑنا ہی نجات کا ذریعہ ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: سنت حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی مانند ہے، جواس پر سوار ہوا وہ نجات پا گیا اور جو پیچھے رہ گیا وہ ڈوب گیا۔ [1]

عبادت، اطاعت، استقامت اور صراطِ مستقیم کو لازم پکڑنا وغیرہ اصطلاحات کا مقصد ایک ہے، جس کے دو اصل ہیں: ایک یہ کہ صرف اللہ کی عبادت کی جائے، دوسرے یہ کہ اس کی عبادت اس طرح سے کی جائے جیسے کہ شریعت نے ہمیں حکم دیا ہے نہ کہ اپنی خواہشات وگمان کے مطابق۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ (الکہف: ۱۱۰)

”تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو، اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔“

اور فرمایا:

﴿بَلٰى ۗ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۠ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ (البقرہ: ۱۱۲)

”سنو! جو بھی اپنے آپ کو خلوص کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکا دے، بے شک اسے اس کا رب پورا بدلہ دے گا، اس پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ غم اور اداسی۔“

[1] دیکھئے: مفتاح الجنة فی الاحتجاج بالسنة، ص: ۱۲۹۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا:

﴿ وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۝١٢٥ ﴾ (النساء:۱۲۵)

''باعتبار دین کے اس سے اچھا کون ہے جو اپنے کو اللہ کے تابع کرے اور ہو بھی نیکوکار، ساتھ ہی یکسوئی والے ابراہیم کے دین کی پیروی کر رہا ہوں اور ابراہیم کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنا لیا ہے۔''

تو عملِ صالح جس کو احسان بھی کہا جاتا ہے اور حسنات بھی، وہ ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پسند کریں، اور جس کا حکم دیں، خواہ وہ واجب ہو یا مستحب۔ اور دین میں بدعت وہ ہے جو کتاب وسنت سے ثابت نہیں۔ اس کو جو بھی کہے اور کرے، وہ عملِ صالح اور حسنات نہیں ہے بلکہ حرام ہے جیسے کہ ظلم وفحش کا م حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝١١٠ ﴾ (الکهف:۱۱۰)

''اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔''

اور یہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ ﴾ (البقرہ:۱۱۲)

''جو اپنے کو اللہ کے تابع کر دے۔''

ان آیتوں کا مطلب صرف اللہ کے لیے دین کو خالص کرنا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یہ دعا کیا کرتے تھے:

''اے اللہ! تو ہمارے سارے عمل کو صالح بنا اور اسے اپنے لیے خالص بنا اور اس میں کسی اور کے لیے کچھ نہ بنا۔''

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ نے اس آیتِ کریمہ:

﴿ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ﴾ (الملك:۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے۔''

کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس سے مراد خالص اور درست عمل ہے۔ لوگوں نے کہا کہ اے ابوعلی! خالص اور درست عمل کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ جب عمل خالص ہو اور درست نہ ہو تو وہ مقبول نہیں ہوگا، اسی طرح اگر عمل درست ہو اور خالص نہ ہو تو بھی مقبول نہ ہوگا اور خالص کا مطلب یہ ہے کہ وہ عمل صرف اللہ کے لیے ہو، اور درست کا مطلب یہ ہے کہ وہ سنت کے عین مطابق ہو۔

عبادت کے بعض اقسام:

اور اگر یہ کہا جائے کہ وہ تمام چیزین جنہیں اللہ پسند کرتا ہے، لفظِ عبادت میں داخل ہیں تو پھر دوسری چیزوں کو اس کے ساتھ جوڑنے کے لیے حرف عطف کا استعمال کیوں ہوا ہے، جیسے کہ سورہ فاتحہ میں ہے:

﴿ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ ﴾ (الفاتحہ:٤)

''ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔''

دوسری جگہ ہے:

﴿ فَاعْبُدْهُ وَ تَوَكَّلْ عَلَيْهِ ﴾ (هود:١٢٣)

''پس تم اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔''

ایک جگہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے کہا:

﴿ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوْهُ وَ اَطِيْعُوْنِ ۝ ﴾ (نوح:٣)

''تم اللہ کی عبادت کرو اسی سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔''

تو اس کے جواب میں مَیں کہوں گا کہ اس طرح کا عطف قرآنِ کریم میں بہت سی جگہوں پر ہے، مثلاً:

﴿ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ ﴾ (العنكبوت:٤٥)

''یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔''

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہاں منکر کو فحشاء پر عطف کیا گیا ہے جب کہ فحش (بے حیائی) بھی منکر (برائی) میں داخل ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْإِحْسَانِ وَ إِيتَآئِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَ يَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ج﴾ (النحل:۹۰)

''اللہ تعالیٰ عدل کا، بھلائی اور قرابت داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے، اور بے حیائی کے کاموں، ناشائستہ حرکتوں اور ظلم وزیادتی سے روکتا ہے۔''

یہاں قرابت داروں کے ساتھ حسنِ سلوک، عدل و احسان ہی میں داخلہ ہے، پھر بھی اسے علیحدہ طور پر عطف کیا گیا ہے۔

ایک جگہ ہے:

﴿وَ الَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتٰبِ وَ أَقَامُوا الصَّلٰوةَ ط﴾ (اعراف:۱۷۰)

''اور جو لوگ کتاب کے پابند ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں''۔

یہاں بھی علیحدہ طور پر نماز کی پابندی کا بیان ہے جبکہ کتاب کی پابندی میں نماز کی پابندی بھی داخل ہے۔

ایک اور جگہ ہے:

﴿إِنَّهُمْ كَانُوا يُسٰرِعُونَ فِي الْخَيْرٰتِ وَ يَدْعُونَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا ط﴾

(الانبیاء:۹۰)

''یہ (بزرگ لوگ) نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے تھے اور ہمیں لالچ و طمع اور ڈر وخوف سے پکارتے تھے۔''

یہاں خیرات (نیک کاموں) پر ﴿وَ يَدْعُونَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا﴾ (لالچ و طمع اور ڈر وخوف سے پکارنا) کو عطف کیا گیا ہے جبکہ خیرات میں یہ بھی شامل ہے، لہٰذا اس طرح کا عطف کسی نہ کسی خاص مقصد کے تحت ہوتا ہے۔ مثلاً: معنیٰ عام مقصود ہو یا معنیٰ خاص مقصود ہو یا اسم کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلالت تنہا آنے میں اور ساتھ آنے میں مختلف ہو رہی ہو، جیسے قرآنِ کریم میں فقیر اور مسکین کا لف جب علیحدہ علیحدہ آتا ہے تو ایک کا اطلاق دوسرے پر بھی ہوتا ہے:

﴿ لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴾ (البقرہ:۲۷۳)

''صدقات کے مستحق صرف وہ غربا ہیں جو اللہ کی راہ میں روک دیئے گئے''۔

دوسری جگہ ہے:

﴿ اَوْ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ ﴾ (المائدہ:۸۹)

''صدقہ کا مال فقراء اور مساکین کے لیے ہے۔''

تو یہاں دو قسم کے لوگ ہو گئے اور دونوں کے معنیٰ میں فرق ہے۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب خاص کا عطف عام ہو تو وہ عام میں داخل نہیں ہوتا، لیکن یہ کوئی ضروری نہیں، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ جِبْرِيْلَ وَ مِيْكٰلَ ﴾ (البقرہ:۹۷)

''جو شخص اللہ اور اس کے فرشتوں اور رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا دشمن ہو۔''

اور ایک دوسری جگہ ہے:

﴿ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ﴾ (الاحزاب:۷)

''جب کہ ہم نے تمام نبیوں سے عہد لیا اور (بالخصوص) آپ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ بن مریم سے۔''

خاص کا ذکر عام کے ساتھ مختلف اسباب کی بنا پر ہوتا ہے۔ کبھی اس لیے ہوتا ہے کہ اس کی جو خاصیت ہے وہ دوسروں میں نہیں ہوتی۔

مثلاً نوح، ابراہیم اور موسیٰ علیہم السلام کا ذکر اور کبھی اس لیے ہوتا ہے کہ وہ عام اس میں مطلق ہوتا ہے اور اس سے عموم کا مفہوم سمجھ میں نہیں آتا، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

يُنفِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَآ أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ ﴾

(البقرہ:۲۔۴)

''پرہیزگاروں کو راہ دکھانے والی ہے، جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ کی طرف اتارا گیا ہے اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا۔''

یہاں غیب پر ایمان لانا ہر اس غیب کو شامل ہے جس پر ایمان لانا واجب ہے، لیکن اس میں اجمال ہے اور اس بات کی وضاحت نہیں ہے کہ غیب کی جو باتیں آپ ﷺ کی طرف اتاری گئی ہیں اور جو آپ ﷺ سے پہلے اتاری گئی ہیں سب شامل ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ اُتْلُ مَآ أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ ﴾ (العنکبوت:٤٥)

''جو کتاب آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اسے پڑھیے اور نماز قائم کیجئے۔''

اور فرمایا:

﴿ وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتٰبِ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ ﴾ (الاعراف:١٧٠)

''جو لوگ کتاب کے پابند ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں۔''

اور کتاب کی تلاوت کا مطلب، اس پر عمل کرنا ہے جیسے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے قرآنِ کریم کی اس آیتِ کریمہ:

﴿ الَّذِينَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ ﴾ (البقرہ:١٢١)

''جنہیں ہم نے کتاب دی ہے، وہ اسے پڑھنے کے حق کے ساتھ پڑھتے ہیں۔''

کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھتے ہیں۔ اس کے متشابہات پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کی محکم باتوں پر عمل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں۔ ❶

اسی طرح کتاب کی اتباع میں نماز اور اس کے علاوہ چیزیں شامل ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر خاص طور پر اسکی اہمیت کی وجہ سے کیا ہے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

﴿ اِنَّنِیْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ ۝۱۴ ﴾ (طٰه:١٤)

''بے شک میں ہی اللہ ہوں ،میرے سوا عبادت کے لائق اور کوئی نہیں، پس تو میری ہی عبادت کراور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ۔''

یہاں اللہ کی عبادت کے لیے نماز قائم کرنے کا حکم خاص طور پر دیا جا رہا ہے۔اسی طرح اللہ نے فرمایا ہے:

﴿ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ﴾ (الاحزاب:٧٠)

''اللہ سے ڈرواور سیدھی سیدھی باتیں کیا کرو۔''

دوسری جگہ ہے:

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۳۵ ﴾ (المائدہ:٣٥)

''اللہ سے ڈرتے رہواور اس کا قرب تلاش کرو۔''

ایک جگہ ہے:

﴿ اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ﴾(التوبہ:١١٩)

''اللہ تعالیٰ سے ڈرواور سچوں کے ساتھ رہو۔''

یہ مذکورہ چیزیں تقویٰ کو کامل کرنے والی ہیں اور تقویٰ ہی کے باب سے ہیں۔

اسی طرح اللہ نے فرمایا ہے:

﴿ فَاعْبُدْهُ وَ تَوَكَّلْ عَلَیْهِ ﴾ (ھود:١٢٣)

---

❶ تفسیر جامع البیان لابن جریر:٢ /٥١٩ و عبد الرزاق فی تفسیرہ:١/ ٥٦۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

’’پس تم اسی کی عبادت کرو اور اسی پر توکل کرو۔‘‘

یہاں توکل کو خاص طور پر ذکر کیا ہے جس سے عبادت پر استعانت حاصل کی جاتی ہے، تا کہ بندہ خاص طور پر اس کا خیال رکھے۔

جب یہ بات واضح ہوگئی تو میں کہوں گا کہ مخلوق کا کمال یہ ہے کہ وہ اللہ کی فرمانبرداری میں لگا رہے اور جس قدر وہ اللہ کی فرمانبرداری میں لگا رہے گا، اسی قدر اس کا مرتبہ بلند ہوگا۔ اور جس نے یہ گمان کیا کہ وہ اللہ کی فرمانبرداری نہ کرکے کمال تک پہنچ جائے گا، یا وہ کسی وجہ سے بندگی کا مکلف نہیں ہے تو وہ جاہل اور گمراہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ۟ۙ لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَ هُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ ۟ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَ هُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ۟﴾

(الانبیاء:۲۶۔۲۸)

’’(مشرک لوگ) کہتے ہیں کہ رحمٰن اولاد والا ہے (غلط ہے) اس کی ذات پاک ہے۔ بلکہ وہ سب اس کے باعزت بندے ہیں۔ کسی بات میں اللہ پر پیش دستی نہیں کرتے بلکہ اس کے فرمان پر کاربند ہیں۔ وہ ان کے آگے پیچھے کے تمام امور سے واقف ہے۔ وہ کسی کی بھی سفارش نہیں کرتے بجز ان کے جن سے اللہ خوش ہو۔ وہ تو خود ہیبتِ الٰہی سے لرزاں وترساں ہیں۔‘‘

اور فرمایا ہے:

﴿وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۟ؕ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْـًٔا اِدًّا ۟ۙ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۟ۙ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۟ۚ وَ مَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ۟ؕ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۟ؕ لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَ عَدَّهُمْ عَدًّا ۟ؕ وَ كُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

’’ محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ‘‘

www.KitaboSunnat.com

فَرْدًا ﴿۹۵﴾ ﴾ (مریم : ۸۸۔۹۵)

''ان کا قول تو یہ ہے کہ اللہ رحمن نے بھی اولاد اختیار کی ہے، یقیناً تم بہت بری اور بھاری چیز لائے ہو۔قریب ہے کہ اس قول کی وجہ سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے کہ وہ رحمن کی اولاد ثابت کرنے بیٹھے، شان رحمن کے لائق نہیں کہ وہ اولاد رکھے۔آسمان و زمین میں جو بھی ہیں سب کے سب اللہ کے غلام بن کر ہی آنے والے ہیں، ان سب کو اس نے گھیر رکھا ہے۔ اور سب کو پوری طرح گن بھی رکھا ہے۔ یہ سارے کے سارے قیامت کے دن اکیلے اس کے پاس حاضر ہونے والے ہیں۔''

اور اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿ اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَ جَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۵۹﴾ ﴾

(الزخرف:۵۹)

''عیسیٰ بھی صرف بندہ ہی ہے جس پر ہم نے احسان کیا ورا سے بنی اسرائیل کے لیے نشان قدرت بنایا۔''

اور اللہ نے فرمایا ہے:

﴿ وَ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ مَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ لَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ﴿۱۹﴾ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ﴿۲۰﴾ ﴾

(الانبیاء:۱۹۔۲۰)

''آسمانوں اور زمین میں جو ہے اسی اللہ کا ہے اور جو اس کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے نہ سرکشی کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں۔ وہ دن رات تسبیح بیان کرتے ہیں اور ذرا سی بھی سستی نہیں کرتے۔''

اور اللہ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَ لَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَ مَنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ یَسْتَكْبِرْ فَسَیَحْشُرُهُمْ اِلَیْهِ جَمِیْعًا ﴿۱۷۲﴾ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَ یَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَ اَمَّا الَّذِیْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَ اسْتَكْبَرُوْا فَیُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ۙ۬ وَّ لَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا ﴿۱۷۳﴾﴾ (النساء:۱۷۲۔۱۷۳)

''مسیح کو اللہ کا بندہ ہونے میں کوئی ننگ و عار یا تکبر و انکار ہرگز ہو ہی نہیں سکتا اور نہ مقرب فرشتوں کو، اور اس کی بندگی سے جو بھی دل چرائے اور تکبر و انکار کرے گا، اللہ تعالیٰ ان سب کو اکٹھا اپنے پاس جمع کرے گا، پس جو لوگ ایمان لائے ہیں اور شائستہ اعمال کیے ہیں ان کو ان کا پورا پورا ثواب عنایت فرمائے گا، اور اپنے فضل سے انہیں اور زیادہ دے گا۔ اور جن لوگوں نے ننگ و عار سمجھا اور سرکشی و انکار کیا انہیں دردناک عذاب دے گا اور وہ اپنے لیے سوائے اللہ کے کوئی حمایتی اور امداد کرنے والا نہ پائیں گے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ ﴿۶۰﴾ ۧ﴾ (المؤمن:۶۰)

''اور تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاؤں کو قبول کروں گا۔ یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خودسری کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ مِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ وَ النَّهَارُ وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَ لَا لِلْقَمَرِ وَ اسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَ هُمْ لَا یَسْـَٔمُوْنَ ﴿۳۸﴾ ۩﴾

(حم السجدہ:۳۷۔۳۸)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اور دن رات اور سورج چاند بھی اس کی نشانیوں میں سے ہیں، تم سورج کو سجدہ نہ کرو اور نہ چاند کو بلکہ سجدہ اس اللہ کے لیے کرو جس نے ان سب کو پیدا کیا ہے۔ اگر تمہیں اسی کی عبادت کرنی ہے۔ پھر بھی اگر یہ کبر و غرور کریں تو وہ فرشتے جو آپ کے رب کے نزدیک ہیں وہ تو رات دن تسبیح بیان کر رہے ہیں اور کسی وقت بھی نہیں اکتاتے۔''

اور ایک جگہ فرمایا ہے:

﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِيْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۝﴾ (الاعراف:۲۰۵-۲۰۶)

''اور اے شخص اپنے رب کو یاد کیا کر اور اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ، صبح و شام، اور اہلِ غفلت میں سے مت ہونا۔ یقیناً جو تیرے رب کے نزدیک ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اسکی پاکی بیان کرتے ہیں اور اس کو سجدہ کرتے ہیں۔''

اور یہ اسی طرح کی بہت سی آیتوں میں ان لوگوں کی تعریف کی گئی ہے جو اللہ کی عبادت کرتے ہیں، اور ان لوگوں کی مذمت بیان کی گئی ہے جو اللہ کی عبادت سے اعراض کرتے ہیں اور تکبر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو اسی عبادت کے لیے بھیجا تھا جیسا کہ فرمایا ہے:

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝﴾ (الانبیاء:۲۵)

''تجھ سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔''

اور فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ﴾

(النحل:٣٦)

''ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ لوگو! صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔''

اور فرمایا ہے:

﴿ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَةٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ ۝۵۶ ﴾

(العنکبوت:٥٦)

''اے میرے بندو! جو ایمان لائے ہو، میری زمین وسیع ہے، پس تم میری ہی بندگی بجالاؤ۔''

اور ایک جگہ ہے:

﴿ وَ اِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ ۝۴۱ ﴾ (البقرہ:٤١)

''اور صرف مجھ ہی سے ڈرو۔''

اور فرمایا:

﴿ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝۲۱ ﴾ (البقرہ:٢١)

''اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو، جس نے تمھیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا، یہی تمہارا بچاؤ ہے۔''

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿ وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ۝۵۶ ﴾ (الذاریات:٥٦)

''اور ہم نے جنات اور انسان کو اپنی عبادت ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔''

اور ایک مقام پر فرمایا ہے:

﴿ قُلْ اِنِّیْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ۝۱۱ وَ اُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿الْمُسْلِمِينَ ﴿١٢﴾ قُلْ إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿١٣﴾ قُلِ اللَّهَ أَعْبُدُ مُخْلِصًا لَهُ دِينِي ﴿١٤﴾ فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُمْ مِنْ دُونِهِ﴾

(الزمر:۱۱۔۱۵)

”آپ کہہ دیجئے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کروں، دین کو اس کے لیے خالص کرتے ہوئے، اور مجھے یہ حکم ملا ہے کہ میں سب سے پہلا فرمانبردار بن جاؤں، کہہ دیجئے کہ مجھے تو اپنے رب کی نافرمانی کرتے ہوئے بڑے دن کے عذاب کا خوف لگتا ہے، کہہ دیجئے کہ میں تو خالص کر کے صرف اپنے رب ہی کی عبادت کرتا ہوں، تم اس کے سوا جس کی چاہو عبادت کرتے رہو۔“

تمام انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا نقطۂ آغاز:

ہر رسول نے دعوت کی شروعات صرف اللہ ہی کی عبادت کی تبلیغ سے کی ہے جیسے کہ نوح علیہ السلام اور ان کے بعد جو انبیاء آئے ان کا یہ قول قرآن میں آیا ہے:

﴿يَٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ﴾ (المؤمنون:۲۳)

”اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔“

مسند احمد میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میں قیامت تک تلوار کے ساتھ بھیجا گیا ہوں، یہاں تک کہ صرف اللہ کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے اور میری روزی میرے نیزے کے سایہ میں رکھی گئی ہے، اور جس نے میرے معاملے کی مخالفت کی اس کے لیے ذلت ورسوائی ہے۔“ [1]

اور اللہ کے مخلص بندے ہی ان برائیوں سے بچ پائیں گے، جن کو شیطان مزین کرے گا

[1] مسندا حمد:۲/ ۵۰، ۹۸، ۷/ ۱۲۱، ۱۲۲، ۸/ ٤٤ و صححه العلامة ۸/ ٤٤ احمد شاکر والالبانی فی صحیح الجامع الصغیر:۲۸۳۱۔ و حسنة محقق العبودیة، ص:۵۹۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

جیسے کہ قرآن کریم میں ہے کہ شیطان نے کہا:

﴿ رَبِّ بِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۳۹﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ ﴾ (الحجر:۳۹۔۴۰)

''اے میرے رب! چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے، مجھے قسم ہے کہ میں زمین میں ان کے لیے معاصی کو مزین کروں گا اور ان سب کو بہکاؤں گا بھی، سوائے تیرے ان بندوں کے جو مخلص ہیں۔''

پھر اللہ نے فرمایا:

﴿ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيْمٌ ﴿۴۱﴾ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۴۲﴾ ﴾ (الحجر:۴۱۔۴۲)

''ہاں یہی مجھ تک پہنچنے کی سیدھی راہ ہے، میرے بندوں پر تجھے کوئی غلبہ نہیں، لیکن ہاں جو گمراہ لوگ تیری پیروی کریں۔''

ایک دوسری جگہ ہے کہ ابلیس نے کہا:

﴿ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۲﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۸۳﴾ ﴾

(ص:۸۲۔۸۳)

''پھر تو تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو یقیناً بہکا دوں گا بجز تیرے ان بندوں کے جو مخلص ہوں۔''

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَ الْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾ ﴾

(یوسف:۲۴)

''یونہی ہوا اس واسطے کے کہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی دور کریں بے شک وہ ہمارے چنے ہوئے بندوں میں سے تھا۔''

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿سُبۡحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰہِ الۡمُخۡلَصِیۡنَ ﴿۱۶۰﴾﴾

(الصافات:١٥٩۔١٦٠)

’’جو کچھ یہ اللہ کے بارے میں بیان کر رہے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ بالکل پاک ہے، مگر اللہ کے مخلص بندے (مبتلائے عذاب نہیں ہوں گے)۔‘‘

اور فرمایا:

﴿اِنَّہٗ لَیۡسَ لَہٗ سُلۡطٰنٌ عَلَی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَلٰی رَبِّہِمۡ یَتَوَکَّلُوۡنَ ﴿۹۹﴾ اِنَّمَا سُلۡطٰنُہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ یَتَوَلَّوۡنَہٗ وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ بِہٖ مُشۡرِکُوۡنَ ﴿۱۰۰﴾﴾

(النحل:٩٩۔١٠٠)

’’ایمان والوں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھنے والوں پر اس کا زور مطلقاً نہیں چلتا، ہاں اس کا غلبہ ان پر تو یقیناً ہے جو اسی سے رفاقت کریں اور اسے اللہ کا شریک ٹھہرائیں۔‘‘

اور عبدیت ہی کے ساتھ اللہ نے اپنے پسندیدہ بندوں کی تعریف کی ہے جیسے کہ فرمایا:

﴿وَ اذۡکُرۡ عِبٰدَنَاۤ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ اِسۡحٰقَ وَ یَعۡقُوۡبَ اُولِی الۡاَیۡدِیۡ وَ الۡاَبۡصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّاۤ اَخۡلَصۡنٰہُمۡ بِخَالِصَۃٍ ذِکۡرَی الدَّارِ ﴿۴۶﴾ وَ اِنَّہُمۡ عِنۡدَنَا لَمِنَ الۡمُصۡطَفَیۡنَ الۡاَخۡیَارِ ﴿۴۷﴾﴾ (ص:٤٥۔٤٧)

’’ہمارے بندوں ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کا بھی لوگوں سے ذکر کرو جو ہاتھوں اور کانوں والے تھے، ہم نے انہیں ایک خاص بات یعنی آخرت کی یاد کے ساتھ مخصوص کر دیا تھا۔ یہ سب ہمارے نزدیک برگزیدہ اور بہترین لوگ تھے۔‘‘

اور فرمایا:

﴿وَ اذۡکُرۡ عَبۡدَنَا دَاوٗدَ ذَا الۡاَیۡدِ ۚ اِنَّہٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾﴾ (ص:١٧)

’’اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کریں جو بڑی قوت والا تھا، یقیناً وہ بہت رجوع کرنے والا تھا۔‘‘

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿نِعۡمَ الۡعَبۡدُ ؕ اِنَّہٗۤ اَوَّابٌ ﴿۳۰﴾﴾ (ص:۳۰)

''وہ بڑا اچھا بندہ تھا اور بے حد رجوع کرنے والا تھا۔''

اور حضرت ایوب علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿نِعۡمَ الۡعَبۡدُ﴾ (ص:٤٤)

''وہ بڑا نیک بندہ تھا۔''

اور انہیں کے بارے میں فرمایا:

﴿وَ اذۡکُرۡ عَبۡدَنَاۤ اَیُّوۡبَ ۘ اِذۡ نَادٰی رَبَّہٗۤ﴾ (ص:٤١)

''اور ہمارے بندے ایوب کا بھی ذکر کر جب کہ اس نے اپنے رب کو پکارا۔''

اور حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿ذُرِّیَّۃَ مَنۡ حَمَلۡنَا مَعَ نُوۡحٍ ؕ اِنَّہٗ کَانَ عَبۡدًا شَکُوۡرًا ﴿۳﴾﴾ (الاسراء:۳)

''اے ان لوگوں کی اولاد! جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ سوار کر دیا تھا، وہ ہمارا بڑا ہی شکر گزار بندہ تھا۔''

اور خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا:

﴿سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا﴾

(الاسراء:١)

''پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندے کو رات ہی رات مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک لے گیا۔''

یہ مسجدِ اقصیٰ مسلمانوں کا قبلۂ اول ہے اور اسے اللہ نے یہ خواصیت عطا فرمائی ہے کہ اس میں ایک نماز کا ثواب پانچ سو گنا ملتا ہے۔ [1]

---

[1] یہ روایت مسند البزار:٤٢٢، التمهيد لابن عبدالبر:٦/ ٣٠، مشكل الآثار طحاوی: ١/ ٢٤٨، الكامل للضعفاء لابن عدی:٣/ ١٢٣٤ میں ہے اور امام سیوطی نے درِ منشور ⇦⇦

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور یہ پانچ سو گنا زیادہ ثواب اس حصہ میں نماز پڑھنے سے ملتا ہے جیسے یہودیوں نے جلادیا تھا، علیهم لعنة الله، بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ مسجدِ اقصیٰ وہ ہے جو کہ قبہ وصخرہ کی شکل میں نظر آتی ہے، جبکہ ایسا نہیں ہے۔

اور ارشاد فرمایا:

﴿وَّ اَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ﴾ (الجن:١٩)

''اور جب اللہ کا بندہ اس کی عبادت کے لیے کھڑا ہوا۔''

اور ایک جگہ فرمایا:

﴿وَ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا﴾ (البقرہ:٢٣)

''ہم نے جو کچھ اپنے بندے پر اتارا ہے اس میں اگر تمہیں شک ہو۔''

اور فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ۝۱۰﴾ (النجم:١٠)

''بس اس نے اپنے بندے کو وحی پہنچائی جو بھی پہنچائی۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ﴾ (الدھر:٦)

⇦⇦ (٢/٥٣) میں اسے صحیح ابن خزیمہ، معجم طبرانی کبیر اور شعب الایمان بیہقی کی طرف منسوب کیا ہے، لیکن اس کی سند ضعیف ہے، جبکہ ایک جید سند والی حدیث مستدرك حاكم (٤/٥٠٩) فضائلِ بيت المقدس للضياء المقدسی (ص ٥١) میں ہے جسے مجمع الزائد میں امام ہیثمی نے طبرانی اوسط کی طرف منسوب کرتے ہوئے اسکے تمام رواہ کو صحیح کے راوی قرار دیا ہے۔ (مجمع الزوائد ٤/ ٧)

اس حدیث میں ہے:

((صلوٰة فی مسجدی هذا افضل من اربع صلوت فيه۔۔))

''میری اس مسجد (نبوی) کی یک نماز اس مسجد (اقصیٰ) کی چار نمازوں سے افضل ہے۔''

اس کا مطلب یہ ہوا کہ مسجدِ اقصیٰ میں ایک نماز کا ثواب تمام مسجد سے دھائی (٢٥٠) گنا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''وہ ایک چشمہ ہے جس سے اللہ کے بندے پئیں گے۔''

اور اللہ والوں کے بارے میں فرمایا:

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا﴾ (الفرقان:٦٣)

''رحمن کے سچے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں۔''

اس طرح کی مثالیں قرآن میں بہت ہیں۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

دوسری فصل:

ایمان میں تفاضل

چونکہ لوگ ایمان کے بارے میں ایک دوسرے پر فضل کا دعویٰ کرتے ہیں، اور دو حصوں میں تقسیم ہو گئے ہیں، ایک عوام اور دوسرے خواص، لہٰذا وہ رب کی ربوبیت میں بھی عام و خاص کی باتیں کرتے ہیں اور شرک اس امت میں چیونٹی کے رینگنے سے بھی زیادہ خفیہ طور پر داخل ہو گیا ہے۔ [1]

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"درہم کا بندہ اور دینار کا بندہ اور چادر کا بندہ اور سیاہ کملی کا بندہ سب تباہ ہوئے (انہوں نے اپنی آخرت برباد کی) اگر ان کو ملا تو خوش نہ ملا تو ناخوش۔" [2]

یہ حال اس شخص کا ہے جسے کوئی شر پہنچا، تو اس سے نکل نہ سکا بلکہ ہلاک ہو گیا اور منہ کے بل گر گیا نہ تو اسے اس کی مراد و مطلوب ملا اور نہ ہی ناگوار چیزوں سے نجات حاصل ہوئی، یہ حال اس شخص کا ہے جس نے مال کی پرستش کی۔ اس کی نشانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیان کی ہے:

"جب اسے عطا کیا جاتا ہے تو خوش ہو جاتا ہے اور جب انعامات اس سے روک لیے جاتے ہیں تو وہ غصہ ہو جاتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

---

[1] جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے، دیکھئے: مسند ابو یعلی:٥٨، عمل الیوم واللیلة ابن السنی:٢٨١۔ مسند احمد: ٤/ ٤٠٣ وحلیة الاولیاء ابو نعیم:٣/ ٣٦، ٧/ ١١٢۔ مستدرك حاكم:٢/ ٢٩١ و صححوه لكثرة الطرق۔

[2] صحیح بخاری:٢٨٨٦، ٦٤٣٥۔ ابن ماجه:٤١٣٦۔بیهقی:٩/ ١٥٩۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَ اِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ۝ ﴾ (التوبہ:۵۸)

''ان میں وہ بھی ہے جو خیراتی مال کی تقسیم کے بارے میں آپ پر عیب رکھتے ہیں، اگر انہیں اس میں سے مل جائے تو خوش ہیں اور اگر اس میں سے نہ ملا تو فوراً ہی بگڑ کھڑے ہوئے۔''

ان کی خوشی غیر اللہ کے لیے ہے اور ان کی ناراضگی بھی غیر اللہ کے لیے ہے۔ یہی حال ان لوگوں کا ہے جو کسی سرداری وغیرہ سے چپکے رہتے ہیں، اگر وہ ان کو حاصل رہے تو خوش رہتے ہیں اور اگر حاصل نہ ہو تو ناراض ہو جاتے ہیں۔ ایسا آدمی خواہشات کا بندہ ہوتا ہے کیونکہ غلامی اور بندگی درحقیقت دل کی غلامی اور بندگی ہے جو چیز دل کو غلامی بناتی ہے اس کا دل غلام بن جاتا ہے۔ اس لیے کہا جاتا ہے:

اَلْعَبْدُ حُرٌّ مَا قَنَعَ
وَالْحُرُّ عَبْدٌ مَا طَمِعَ

''غلام آزاد ہے جب وہ قانع ہو اور آزاد غلام ہے جب اس کے اندر لالچ ہے۔''

اور کسی شاعر نے کہا ہے:

اَطَعْتُ مَطَا مِعِیْ فَاسْتَعْبَدَتْنِیْ
وَلَوْ اَنِّیْ قَنَعْتُ لَكُنْتُ حُرًّا

''میں نے اپنی خواہشات کی اطاعت کی تو انہوں نے مجھے اپنا غلام بنا لیا اور اگر میں قناعت کرتا ہوں تو میں آزاد ہوتا۔''

اور کہا جاتا ہے کہ لالچ گردن کا طرق ہے اور پیر کی بیڑی، پس اگر طوق گردن سے ہٹ جائے تو بیڑی پیر سے ہٹ جائے گی۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''طمع فقر ہے اور مایوسی غنیٰ ہے، تم میں سے کوئی شخص جب کسی چیز سے مایوس ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے تو اس سے مستغنی ہو جاتا ہے۔''

یہ چیز ہر آدمی اپنے نفس میں پاتا ہے کہ جب کسی چیز سے ناامید ہو جاتی ہے تو اس کا طمع چھوڑ دیتا ہے، اس کو مانگنا اور طلب کرنا بند کر دیتا ہے، لیکن جب کسی چیز کی امید باقی رہتی ہے تو اس کا دل اس سے لگا رہتا ہے، اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور اس سے تعلق بنائے رکھتا ہے، جس کے سبب وہ چیز حاصل ہو سکتی ہے۔ یہ معاملہ مال اور جاہ و منصب وغیرہ کے حصول میں ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا:

﴿فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۷﴾

(العنکبوت:۱۷)

''پس تم اللہ تعالیٰ ہی سے روزیاں طلب کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کی شکر گزاری کرو اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔''

روزی بندے کے لیے بنیادی ضرورت ہے، لہٰذا اگر بندہ روزی اللہ سے مانگے تو وہ اللہ کا بندہ ہوا اور اسی کا محتاج ہوا، لیکن اگر مخلوق سے مانگے تو وہ مخلوق کا غلام ہوا اور اسی کا محتاج ہوا، اسی لیے مخلوق سے مانگنا شریعت میں اصلاً حرام ہے اور صرف ضرورت کے تحت اس کو مباح کیا گیا ہے، جیسے کہ حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سوال کرنے والا قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرہ پر گوشت کا ٹکڑا نہیں ہوگا۔''❶

ایک دوسری حدیث میں ہے:

''جس نے بقدرِ ضرورت مال رکھتے ہوئے لوگوں سے مانگا تو قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر خراش ہوگا۔''❷

❶ بخاری: ١٤٧٤۔ مسلم: ١٠٤٠۔ نسائی: ٥/ ٩٤۔ مسند احمد: ٢/ ١٥، ٣٨٦ عن ابن عمر۔

❷ ابوداؤد: ١٦٢٦۔ نسائی: ٥/ ٩٧۔ ترمذی: ٦٥٠۔ ابن ماجہ: ١٨٤٠۔ مسند احمد: ١/ ٣٨٨، ٤٤١۔ دارمی: ١/ ٣٨٦۔ مستدرك حاكم: ١/ ٤٠٧۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

”مانگنا صرف انتہائی پریشان کن تاوان یا قرض یا قصاص کی ادائیگی کے لیے یا رسوا کن غریبی میں جائز ہے۔“ ❶

اوراسی معنیٰ کی ایک صحیح حدیث بھی ہے۔ ❷

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

”اگر تم میں سے کوئی رسی لے کر جنگل جائے اور لکڑی کاٹے یہ اس کے لیے اس بات سے بہتر ہے کہ لوگوں سے مانگے، کیونکہ بھیک بھی کبھی ملتی ہے اور کبھی نہیں ملتی۔“ ❸

اور آپ ﷺ نے ہی فرمایا:

”تمہارے پاس جو مال آئے اس حال میں کہ تم اس کو مانگنے والے اور جھانکنے والے نہیں ہو تو اس کو لے لو اور جو مال اس طرح نہ آئے اس کے پیچھے اپنے نفس کو مت ڈالو۔“ ❹

نبی اکرم ﷺ نے زبان کے سوال اور دل کی خواہش یا للچائی ہوئی نظروں سے لینے کو برا قرار دیا ہے۔

ایک حدیث میں ہے:

---

❶ احمد:۳/ ۱۰۰۔ ابو داؤد:۱٦٤۱۔ نسائی:۷/ ۲۵۹۔ ابن ماجه:۲۱۸۹۔ عن انس۔ اس حدیث کی سند تو ضعیف ہے لیکن اس کی شاہد اگلی حدیث میں موجود ہے۔

❷ مصنف کا اشارہ شاید اس حدیث کی طرف ہے جس میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

”تین حالتوں کے سوا سوال کرنا حرام ہے..........“ (صحیح مسلم:۱۰٤٤۔ ابو داؤد: ۱٦٤۰۔ نسائی:۵/ ۸۹، ۹٦۔ دارمی:۱/ ۳۳۳۔ بیهقی:۵/ ۲۱، ۲۳ عن قبیصه)

❸ بخاری:۱٤۷۱۔ مسند احمد : ۱/ ۱٦٤۔ ابن ماجه:۱۸۳٦۔ بیهقی:٤/ ۱۹۵۔ عن الزبیر بن العوام۔

❹ النکت الظراف لابن حجر:۸/ ۳۹، و فتح الباری له ۱۳/ ۱۵۳ بسند صحیح۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''جو شخص استغناء اختیار کرے گا اللہ اس کو غنی کرے گا، اور جو پاک دامن بننے کی کوشش کرے گا اللہ اس کو پاک دامن بنائے گا، اور جو صبر اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو صبر دلائے گا۔ کسی بھی شخص کو صبر سے بہتر عطیہ نہیں دیا گیا۔'' ❶

رسول اللہ ﷺ اپنے خاص ساتھیوں کو یہ وصیت کیا کرتے تھے کہ وہ کسی سے کوئی چیز نہ مانگیں۔ مسند احمد میں ہے:

''حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اگر کوڑا گر جاتا تو وہ کسی سے اٹھانے کے لیے نہیں کہتے بلکہ خود اٹھاتے تھے اور کہتے تھے کہ ''میرے خلیل نے مجھے اس بات کا حکم دیا ہے کہ میں کسی سے کوئی چیز نہ مانگوں۔'' ❷

صحیح مسلم میں حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''رسول اللہ ﷺ نے ان سے ایک جماعت میں بیعت لی اور انہیں چپکے سے یہ بات کہی کہ تم لوگوں سے کوئی چیز نہیں مانگو گے۔'' ❸

لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بعض لوگوں کے احتیاط کا یہ عالم تھا کہ اگر کوڑا ہاتھ سے گر جاتا تو وہ کسی سے اس کو اٹھانے کے لیے نہیں کہتے بلکہ خود اٹھاتے تھے۔

قرآن کریم اور حدیث میں بہت سی جگہوں پر صرف اللہ سے مانگنے اور مخلوق سے نہ مانگنے کا حکم ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ ۝ ﴾ (الانشراح:۷۔۸)

---

❶ بخاری : ۱۴۶۹۔ مسلم : ۱۱۵۳۔ ابوداؤد : ۱۶۴۴۔ ترمذی : ۲۰۲۵۔ نسائی: ۵ / ۹۵۔ شرح السنة بغوی:۶/ ۱۱۰۔ بیهقی : ۴/ ۱۹۵ عن ابی سعید الخدری۔

❷ نمبر ۶۵، علامہ احمد شاکر اسے منقطع قرار دیا ہے۔ تاہم اس کے دوسرے مرفوع حصے کی شاید اگلی حدیث موجود ہے۔

❸ مسلم : ۱۰۴۳۔ ابوداؤد : ۱۶۲۶۔ نسائی : ۱/ ۲۲۹۔ ابن ماجه : ۲۸۶۷۔ معجم طبرانی کبیر : ۱۸ /۳۳، ۶۷۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''پس جب تو فارغ ہوتو عبادت میں محنت کر اور اپنے پروردگار ہی کی طرف دل لگا۔''

اور نبی کریم ﷺ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا تھا:

((اِذَا سَاَلْتَ فَاسْاَلِ اللّٰہ۔ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ))[1]

''جب تم مانگو تو اللہ سے مانگو اور جب تم مدد طلب کرو تو اللہ سے مدد طلب کرو۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا:

﴿فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ﴾ (العنکبوت:١٧)

''اللہ تعالیٰ ہی سے روزیاں طلب کرو۔''

اور یہ نہیں کہا:

"فَابْتَغُوْا الرِّزْقَ عِنْدَ اللّٰهِ"

''رزق اللہ تعالیٰ سے طلب کرو۔''

کیونکہ ظرف کو مقدم کرنے سے اختصاص اور حصر کا معنیٰ حاصل ہوتا ہے اور مطلب یہ ہو جاتا ہے کہ اللہ ہی سے روزیاں طلب کرو نہ کہ کسی اور سے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ط﴾ (النساء:٣٢)

''اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو۔''

انسان کے لیے رزق کا حصول ضروری ہے اور اس چیز کا دفاع کرنا ضروری ہے جو اس کو نقصان پہنچائے، اور ان دونوں حالتوں میں صرف اللہ سے ہی دعا کرنا چاہیے، روزی صرف اللہ سے مانگنا چاہیے، اور اسی سے گلہ وشکوہ کرنا چاہیے، جیسے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا تھا:

﴿اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾ (یوسف:٨٦)

[1] احمد: ١/ ٢٩٣، ٤/ ٢٧٠، و صححه احمد شاکر وغیرہ۔ ترمذی:٢٥١٦، مسند ابی یعلی:٢٥٥٦۔ عمل الیوم واللیلة ابن السنی:٤٢٥۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک جگہ ﴿هَجْرًا جَمِيْلًا﴾ کہا ہے۔ (المزمل: ۱۰)، دوسری جگہ ﴿الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ﴾ کہا ہے، (الحجر: ۸۵) ایک جگہ ﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ﴾ کہا ہے۔ (یوسف: ۸۳) ﴿هَجْرًا جَمِيْلًا﴾ کا مطلب ہے بغیر تکلیف دیئے قطع تعلق کرنا۔ ﴿الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ﴾ کا مطلب ہے بغیر سرزنش کے غلطی معاف کرنا۔ اور ﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ﴾ کا مطلب ہے مخلوق سے شکوہ کیے بغیر صبر کرنا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے مرض الموت میں سے کسی نے کہا کہ طاؤس مریض کے کراہنے کو ناپسند کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ شکوہ ہے، پھر امام احمد رحمہ اللہ نے موت تک کبھی شکوہ نہیں کراہے، ❶ لیکن اللہ سے شکوہ کرنا صبرِ جمیل کے خلاف نہیں ہے جیسے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا تھا:

﴿فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ﴾ اور کہا تھا:

﴿اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾ (یوسف: ۸۶)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فجر کی نماز میں سورہ یونس، سورہ یوسف اور سورہ نحل پڑھتے تھے۔ ایک مرتبہ جب سورہ یوسف کی اس آیت پر پہنچے:

﴿اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾ (یوسف: ۸۶)

تو رو پڑے، یہاں تک کہ ان کے رونے کی آواز آخری صف میں سنائی دی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ دعا پڑھتے تھے:

''اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَاِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ، وَبِكَ الْمُسْتَغَاثُ وَعَلَيْكَ التُّكْلَانُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ'' ❷

---

❶ سیر اعلام النبلاء للذهبی: ۱۱/ ۲۱۵۔

❷ یہ شاید بنی اسرائیلی روایات میں سے ہے۔ تاہم اگر ایسی روایت ہماری شریعت کے کسی حکم کے مخالف نہ ہو تو بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہوتا۔ (محقق العبودیة)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

''اے اللہ! سب تعریف صرف تیرے ہی لیے ہے، تجھ ہی سے شکوہ کیا جاتا ہے، تجھ ہی سے مدد مانگی جاتی ہے اور تجھ ہی سے فریاد طلب کی جاتی ہے، اور تجھ ہی پر بھروسہ ہے اور نہیں ہے حرکت اور قوت مگر تیرے ہی ذریعے۔''

اور آنحضرت ﷺ کی یوم طائف کی دعا میں یہ ہے:

''اے اللہ! میں تجھ ہی سے اپنی قوت کی کمزوری کا شکوہ کرتا ہوں اور لوگوں پر اپنی بے بسی اور کمزوری کا گلہ کرتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین! تو کمزوروں کا رب ہے اور تو میرا رب ہے۔ اے اللہ! تو نے مجھے کس کے سپرد کر دیا۔ کیا اس دوری کے جو مجھے ترشروئی سے پیش آ رہی ہے یا اس دشمن کے جس کو تو نے میرے معاملہ پر قادر بنا دیا ہے۔ اگر تیرا غصہ مجھ پر نہ ہو تو مجھے پرواہ نہیں، مگر تیری عافیت میرے لیے وسیع ہے، میں تیرے غصہ وغضب کے نزول سے تیرے چہرۂ اقدس کے نور کی پناہ لیتا ہوں، جس کے سامنے تمام تاریکیاں روشنی سے بدل جاتی ہیں، اور جس کے باعث دنیا و آخرت کے معاملات درست ہو جاتے ہیں، میں تیری ہی خوشنودی چاہتا ہوں اور نہیں ہے حرکت اور قوت مگر اللہ کے ذریعے۔''[1]

بندہ اپنی ضرورت کو پوری کرنے کے لیے جتنا اللہ کے فضل و رحمت کا طلب گار ہو گا اتنا ہی اس کی بندگی و تابعداری اللہ کے لیے بڑھ جائے گی، اور دوسروں کی غلامی سے نجات پا جائے گا، اور مخلوق سے مانگنے اور امید کرنے کی صورت میں جس طرح وہ اس کا غلام بن جائے گا، اسی طرح نہ ملنے کی صورت میں وہ اس سے مایوس ہو جائے گا اور اس کا دل اس سے بے نیاز ہو جائے گا۔

اور اللہ سے نہ مانگنے کی صورت میں اس کا دل اس کی تابعداری سے منحرف ہو جائے گا

[1] سیرت ابن اسحاق مرسلاً (۲/ ۷۰ تھذیب) تاریخ طبری:۲ /۳۴۴۔ معجم طبرانی کبیر کمافی مجمع الزوائد: ٦/ ۳۵۔ اس کی سند میں ابن اسحاق کا عنعنہ ہے۔ جبکہ وہ مدلّس ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور خاص طور پر اگر وہ مخلوق سے امید کرنے لگے تب تو وہ پوری طرح اس کی سرداری و ریاست، جاہ ومنصب، مال و دولت، خدم و حشم،دوست و احباب،کنبہ وقبیلہ، لاؤ ولشکر کے درمیان پھنس کررہ جائے گا۔

اللہ نے فرمایا:

﴿وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ ؕ وَ كَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ۚ ۝۵۸﴾ (الفرقان:۵۸)

''اس ہمیشہ زندہ رہنے والے اللہ تعالیٰ پر توکل کریں جسے کبھی موت نہیں، اور اس کی تعریف کے ساتھ پاکیزگی بیان کرتے رہیں، وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار ہے۔''

اور جو شخص اپنا دل کسی مخلوق کے ساتھ یہ سمجھ کر لگاتا ہے کہ وہ اس کی مدد کرے گا، اس کو روزی دے گا، اس کو ہدایت دے گا، تو اس کے دل میں اس کے لیے تابعداری کا جذبہ پیدا ہوجاتا ہے جیسے کہ کوئی آدمی کسی عورت سے دل لگا لیتا ہے خواہ وہ اس کی بیوی یا لونڈی ہوتو وہ اس کا غلام بن جاتا ہے، وہ جس طرح سے چاہتی ہے اس کو گھماتی ہے، لہٰذا بظاہر وہ آدمی اس کا شوہر آقا اور مالک نظر آتا ہے، لیکن حقیقت میں وہ اس کا غلام ہے۔ خاص طور پر جب اس عورت کو یہ معلوم ہوجائے کہ وہ اسے سے بے پناہ محبت کرتا ہے تو وہ اس پر ایسے حکومت کرتی ہے جیسے کہ ظالم مالک اپنے مقہور ومغلوب غلام پر حکومت کرتا ہے۔ لہٰذا دل کی غلامی بدن کی غلامی سے بڑھ کر ہے اور دل کی قید بدن کی قید سے بڑھ کر ہے۔ بدن کے قیدی کو اطمینان حاصل ہوسکتا ہے لیکن دل کے قیدی کو اطمینان حاصل نہیں ہوسکتا ہے۔اور شریعتِ اسلامیہ میں دل کی فرمانبراری وتابعداری پر ہی ثواب وعقاب کا دارومدار ہے۔ اگر کسی مسلمان کو کسی کافر نے قید کرلیا، یا کسی فاجر نے ناحق غلام بنا لیا تو یہ چیز اس کو نقصان نہیں پہنچائے گی اگر وہ واجبات کو ادا کرتا رہا، اسی طرح سے اگر کسی شخص کو جائز طور پر غلام بنایا گیا اور اس نے اللہ کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حق اور اپنے آقا کا حق ادا کیا تو اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔ ❶ اور اگر اسے کفر کی بات کہنے پر مجبور کیا گیا اور اس نے کفر یہ کلمات ادا کر دیئے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہے تو اس کو کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ ❷

لیکن جس شخص کا دل غلام بنا لیا گیا اور وہ غیر اللہ کا بندہ بن گیا تو یہ چیز اس کو نقصان پہنچائے گی، خواہ وہ بظاہر لوگوں کا بادشاہ ہی کیوں نہ ہو۔ معلوم ہوا کہ آزادی دل کی آزادی ہے اور غلامی دل کی غلامی ہے، جیسے کہ مالداری مال کی مالداری ہے۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''مالدار سیم وزر کی فراوانی سے مالدار نہیں کہلاتا بلکہ سچا دولتمند وہ ہے جو دل کا غنی ہو۔'' ❸

یہ تو حال اس شخص کا ہے جس کا دل کسی مباح صورت کا غلام ہوا، لیکن جس شخص نے اپنے دل کو کسی (عورت، یا نوخیز لڑکے) کا غلام بنایا تو اس پر تو بڑا سخت عذاب ہوگا، اور ان صورتوں کے عاشقین کا بہت برا انجام ہوگا کیونکہ ان کا دل ان صورتوں سے لگا رہتا ہے اور اللہ کے ذکر سے غافل رہتا ہے، ان کی برائیوں کا اندازہ صرف اللہ ہی کو ہوسکتا ہے۔ یہ لوگ اس شخص سے زیادہ گناہ گار ہیں، اگرچہ کوئی بڑا گناہ (فحاشی) نہ کریں، جس نے کوئی گناہ کیا پھر توبہ کی یہاں تک کہ اس کا اثر اس کے دل سے زائل ہوگیا۔ یہ لوگ مجنون اور بدمست لوگوں کی طرح ہیں، جیسے کسی شاعر نے کہا ہے:

سُكْرَانِ سُكْرُ هَوىً وَسُكْرُ مُدَامَةٍ
وَمَتىٰ اِفَاقَةُ مَنْ بِهٖ سُكْرَانِ

❶ جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے۔ دیکھئے، بخاری:۹۷۔ مسلم:۱۵٤۔ ترمذی:۱۱۱٦۔ نسائی: ٦/ ۱۱۵۔ دارمی: ۲/ ۱۵٤۔ مسند احمد: ٤/ ٤۰۲ عن ابی موسیٰ الاشعری.

❷ دیکھئے، سورۃ النحل، آیت :۱۰٦۔

❸ بخاری:٦٤٤٦۔ مسلم:۱۰۵۱۔ ترمذی:۲۳۷۳۔ ابن ماجہ:٤۱۳۷۔ شرح السنۃ بغوی: ٤۰٤۰۔مسند احمد:۳/ ۲٤۳ عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''مستی درحقیقت عشق اور شراب کی مستی ہے اور جس کو مستی ہو، اسے افاقہ کہاں۔''

اور کسی نے کہا ہے:

قَالُوْا جُنِنْتَ بِمَنْ تَهْوٰی، فَقُلْتَ لَهُمْ
اَلْعِشْقُ اَعْظَمُ مِمَّا بِالْمَجَانِيْنِ
اَلْعِشْقُ لَا يَسْتَفِيْقُ الدَّهْرَ صَاحِبُهُ
وَاِنَّمَا يُصْرَعُ الْمَجْنُوْنُ فِي الْحِيْنِ

''لوگوں نے کہا کہ تم اس کی محبت میں پاگل ہو گئے ہو جس سے تم محبت کرتے ہو تو میں نے ان سے کہا کہ عشق اس سے برتر ہے جو پاگلوں کو لاحق ہوتا ہے۔ کیونکہ عاشق عشق سے کبھی افاقہ نہیں پاتا جب کہ مجنون کبھی پچھاڑ دیا جاتا۔ (یعنی افاقہ پا جاتا ہے)۔''

اور اس بلاء کا سب سے بڑا سبب دل کا اللہ سے اعراض و منہ پھیرنا ہے۔

اور جب دل اللہ کی عبادت کا مزہ چکھ لے اور اس کے لیے خالص بن جائے تو کوئی بھی چیز اسے اس سے بڑھ کر مزے دار نہیں لگتی۔

انسان اپنے محبوب کو اسی وقت چھوڑتا ہے جب وہ کوئی دوسرا محبوب اس سے زیادہ بہتر پا لیتا ہے یا کسی برائی کا خطرہ محسوس کرتا ہے، لہٰذا فاسد محبت سے دل کو صالح محبت کے ذریعے یا برائی کا خوف دلا کر پھیرا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَ الْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝۲۴ ﴾

(یوسف: ۲٤)

''یونہی ہوا اس واسطے کہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی دور کریں بے شک وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھا۔''

پس جب بندہ اللہ کے لیے اخلاص اختیار کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو تصویروں کی محبت اور فحش کاموں سے پھیر دیتا ہے، وہ اب اپنی خواہشات کی اتباع کرنے کی بجائے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی فرمانبرداری کا مزہ چکھنے لگتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ﴾

(العنکبوت:٤٥)

"یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے، بے شک اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔"

نماز کے ذریعے مکروہ چیز کو دور کیا جاتا ہے اور وہ مکروہ بے حیائی اور برائی ہے، جب کہ محبوب چیز کو حاصل کیا جاتا ہے اور وہ محبوب چیز اللہ کا ذکر ہے۔ اس محبوب چیز کا حصول مکروہ چیز کو روکنے سے زیادہ اہم ہے کیونکہ اللہ کا ذکر اس کی عبادت ہے اور دل سے اللہ کی عبادت ہی مقصود بالذات ہے، جب کہ برائی سے روکنا مقصود بالذات نہیں بلکہ اس کا تابع ہے۔

انسان کا دل حق کو پسند کرتا ہے اور حق کی جستجو میں رہتا ہے، پس اگر برا ارادہ اس کے سامنے آجائے تو وہ اس کو روکنے کی طلب کرتا ہے۔ کیونکہ وہ دل کو ایسے ہی فاسد کر دیتا ہے جیسے کہ کھیتی کو گھاس پھوس کا جھنڈ خراب کر دیتا ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا ۝۹ وَ قَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا ۝۱۰ؕ﴾ (شمس:۹۔۱۰)

"جس نے اسے پاک کیا وہ کامیاب ہوا، اور جس نے اسے خاک میں ملا دیا وہ ناکام ہوا۔"

اور ایک جگہ فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی ۝۱۴ وَ ذَکَرَ اسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی ۝۱۵ؕ﴾ (الاعلیٰ:١٤۔١٥)

"بے شک اس نے فلاح پالی جو پاک ہو گیا اور جس نے اپنے رب کا نام یاد رکھا اور نماز پڑھتا رہا۔"

اور فرمان الٰہی ہے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَھُمْ ؕ ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ ؕ﴾ (النور:٣٠)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہی ان کے لیے زیادہ پاکیزگی ہے۔''

اور ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا﴾ (النور:۲۱)

''اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی پاک وصاف نہ ہوتا۔''

اللہ تعالیٰ نے نگاہ نیچی رکھنے اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے کو نفس کی پاکیزگی کا خاص ذریعہ قرار دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ عموماً برائیوں کو چھوڑ دینا درحقیقت نفس کی پاکیزگی ہے، اس میں تمام برائیاں شامل ہیں، جیسے فحاشی، ظلم، شرک اور کذب وغیرہ۔

خواہشاتِ نفس کی پیروی وغلامی:

دنیا میں سرداری و برتری کا طالب اصل میں اس چیز کا غلام بن جاتا ہے جس کا وہ طالب ہے، وہ بظاہر لوگوں کو آقا و سردار نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں وہ ان سے امید رکھتا ہے اور ڈرتا ہے، انہیں مال و دولت عطا کرتا ہے اور ان کے گناہوں سے چشم پوشی کرتا ہے، تاکہ وہ اس کی اطاعت کریں اور اس کی مدد کریں، لہٰذا وہ بظاہر سردار لیکن حقیقت میں غلام ہوا۔ بہرحال دونوں صورتوں میں غیر اللہ کی تابعداری و فرمانبرداری اختیار کرنی پڑتی ہے، ان میں سے ہر ایک دوسرے کا تعاون زمین میں ناحق برتری قائم کرنے کے لیے کرتا ہے، ان میں سے ہر ایک بظاہر ایسا سردار ہے جس کی اطاعت کی جاتی ہے لیکن درحقیقت وہ ان کا اطاعت گزار غلام ہوتا ہے۔ غرض ہر ایک اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اور اسی کا غلام بن کر رہ جاتا ہے۔

مال کی قسمیں:

اسی طرح مال کا طالب بھی اس مال کا غلام بن جاتا ہے۔

مال کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ مال ہے جس کی انسان کو ضرورت ہو، جیسے کھانا پینا، گھر،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

بیوی وغیری۔ اگر انسان ان چیزوں کو اللہ سے طلب کرے، اس کے حصول کے لیے کوشش کرے تو اس میں کوئی قباحت نہیں بلکہ یہ مال اس کے پاس ایسے ہی ہے جیسے کہ گدھا ہے جس پر وہ سواری کرتا ہے۔ یا بچھونا جس پر وہ بیٹھتا ہے یا پائخانہ جس کے اندر وہ اپنی حاجت پوری کرتا ہے۔ وہ اس مال کا غلام نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کے لیے بے صبری کا اظہار کرتا ہے جیسے کہ قرآن کریم میں ہے:

﴿ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۝ وَّ اِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا ۝ ﴾ (المعارج: ۲۰۔۲۱)

''جب اسے مصیبت پہنچتی ہے تو ہڑبڑا اٹھتا ہے اور جب راحت ملتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے۔''

مال کی دوسری قسم وہ ہے جس کی ضرورت آدمی کو نہیں ہوتی۔ ایسے مال کے ساتھ دل لگانا درست نہیں ہے۔ ایسے مال کا طلب کرنے والا اس کا غلام بن کر رہ جاتا ہے بلکہ کبھی کبھی غیر اللہ پر بھروسہ کرنے لگتا ہے اور حقیقی معنوں میں وہ اللہ کی عبادت اور اس پر توکل نہیں کرتا ہے بلکہ غیر پر توکل کرتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں حدیث میں ہے:

((تَعِسَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ، تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ، تَعِسَ عَبْدُ الْقَطِيْفَةِ، تَعِسَ عَبْدُ الْخَمِيْصَةِ)) [1]

''درہم کا بندہ، دینار کا بندہ، چادر کا بندہ، اور سیاہ کملی کا بندہ سب ہلاک ہوئے۔''

ایسا شخص مال و دولت اور خواہشاتِ نفس کا غلام ہوتا ہے۔ ایسا شخص اگر اللہ سے مانگے گا اور اللہ نے اس کو عطا کر دیا تو وہ خوش ہو جائے گا اور اگر اللہ نے عطا نہیں کیا تو وہ ناراض ہو جائے گا، جب کہ حقیقت میں اللہ کا بندہ وہ ہے جو اس چیز پر خوش رہے جسے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس چیز کو ناپسند کرے جسے اللہ ناپسند کرتا ہے۔ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خواہش کے مطابق محبت و بغض رکھے۔ اللہ کے نیک بندوں سے دوستی کرے اور اللہ کے دشمنوں سے

[1] صحیح بخاری: ٦٤٣٥۔ ابن ماجه: ٤١٣٦۔ بیهقی: ۹/ ۱۵۹، عن ابی هریره رضی الله عنه.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دشمنی رکھے۔ اسی چیز کے ذریعے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے اور ایسا شخص ایمان کامل کا مالک ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے:

((مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطَىٰ لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَان)) ❶

"جس نے اللہ کے لیے محبت کی اور اللہ ہی کے لیے بغض کیا اور اللہ ہی کے لیے عطا کیا اور اللہ ہی کے لیے روکا تو اس نے ایمان مکمل کرلیا۔"

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَوْثَقُ عُرَى الْاِيْمَانِ الْحُبُّ فِى اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِى اللّٰهِ)) ❷

"ایمان کی سب سے مضبوط گانٹھ اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے دشمنی ہے۔"

صحیح بخاری میں ہے:

"تین چیزیں جس کے اندر ہوں وہ ایمان کی مٹھاس پاتا ہے۔ ایک یہ کہ اس کے نزدیک اللہ اور اس کے رسول ﷺ ساری چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں، دوسرے یہ کہ اللہ ہی کی خاطر وہ کسی سے محبت کرے، تیسرے یہ کہ کفر سے نکلنے کے بعد کفر کی طرف لوٹنا اس کے لیے ایسے ہی ناگوار ہو جیسے کہ وہ آگ میں ڈالا جانا ناپسند کرتا ہے۔" ❸

اگر محبوب کی خاطر کسی سے محبت کی جائے تو یہ محبت کی انتہاء ہوتی ہے، چنانچہ اللہ کے نیک بندوں سے محبت درحقیقت اللہ سے محبت کی انتہاء ہے۔ اگر کسی شخص نے انبیاء علیہم السلام سے محبت کی، اور اللہ کے نیک بندوں سے محبت کی اور صرف اللہ ہی کے لیے یہ محبت کی تو اس کا ایمان

---

❶ ابو داؤد:٤٦٨١۔ معجم طبرانی کبیر:٧٦١٣۔ شرح السنه بغوی:١٣/ ٥٤۔ بسند حسن عن ابی امامة۔

❷ المعجم الكبير للطبرانی: ١٠٣٥٧۔ حدیث حسن لكثرة الطرق۔

❸ بخاری : ١٦۔ مسلم:٤٣۔ ترمذی:٢٦٢٦۔ نسائی : ٨/ ٩٤۔ ابن ماجه:٤٠٣٣۔ مسند احمد: ٣/ ١٠٣۔ طیالسی:١٩٥٩ عن انس رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کامل ہے اور وہ اللہ سے سچی محبت کرنے والا ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

﴿فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗٓ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ﴾ (المائده : ٥٤)

''عنقریب اللہ ایسے لوگوں کو لائے گا جن کو وہ دوست رکھے اور جسے وہ دوست رکھیں اور جو مومنوں کے حق میں نرمی کریں اور کافروں سے سختی سے پیش آئیں۔''

اور ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران:٣١)

''کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔''

چونکہ رسول اللہ ﷺ اسی چیز کا حکم دیتے ہیں جو اللہ کو پسند ہے، اور اسی چیز سے منع کرتے ہیں جو اللہ کو ناپسند ہے، اس لے جو اللہ کی محبت کا دعویٰ کرے اس کے لیے رسول ﷺ کی اتباع ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کے لیے دو علامتیں بتائی ہیں، ایک علامت رسول ﷺ کی اطاعت ہے، اور دوسری علامت اس کے راستے میں جہاد ہے۔ جہاد کا مطلب درحقیقت اس چیز کو حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہے جو اللہ کو پسند ہے جیسے ایمان اور عمل صالح، اور اس چیز کو دور بھگانا ہے جو اللہ کو ناپسند ہے، جیسے کفر وفسق اور عصیان و نافرمانی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ﰳاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ﴾ (التوبه:٢٤)

''آپ کہہ دیجئے! کہ اگر تمہارے باپ اور لڑکے اور تمہارے بھائی اور تمہاری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیویاں اورتمہارے کنبے قبیلے اورتمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو، اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول ﷺ سے اور اس کی راہ میں جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ عذاب لے آئے۔"

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے لڑکے، اس کے باپ اور سارے لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔"❶

ایک دوسری حدیث میں ہے:

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ میرے نزدیک ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں سوائے میری جان کے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں اے عمر! یہاں تک کہ میں تمہارے نزدیک جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کی قسم! آپ میرے نزدیک میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر رضی اللہ عنہ! اب تم مومن ہوئے۔"❷

محبوب سے محبت اسی صورت میں ہوسکتی ہے جب اس چیز سے محبت کی جائے جو اسے پسند ہو اور اس چیز سے بغض رکھا جائے جو اسے ناپسند ہو اور اللہ تعالیٰ کو ایمان وتقویٰ پسند ہے اور کفر و نافرمانی اور فسق و فجور ناپسند ہے۔

یہ چیز معلوم ہے کہ محبت دل کے ارادہ کو حرکت دیتی ہے تو جس قدر دل میں محبت زیادہ ہو

❶ بخاری:١٥۔ مسلم:٤٤۔ نسائی:٨/١١٤۔ عن انس رضی اللہ عنہ و بخاری:١٤ عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ۔

❷ بخاری:٦٦٣٢ عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گی، اسی مقدار سے اچھے کام کرنے کا دل طلب گار ہوگا، اور آدمی اس کے حصول کے لیے پختہ ارادہ کرے گا، اور اگر اس کو حاصل کر لے گیا تو بہتر ہے لیکن اگر حاصل نہ بھی کر سکا بلکہ صرف کوشش کی پھر بھی اس کو ثواب لے گا، جیسے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص نے کسی ہدایت کی طرف دعوت دی تو اسے اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اتباع کرنے والے کو، بغیر اس کے اجر میں کچھ کم کیے۔ اور جس نے کسی گمراہی کی طرف دعوت دی، اسے اتنا ہی گناہ ملے گا جتنا کہ اتباع کرنے والے کو بغیر اس کے گناہ میں سے کچھ کم کیے۔'' ❶

آپ نے یہ بھی فرمایا:

''مدینہ کے اندر کچھ ایسے لوگ ہیں کہ تم نے جو بھی سفر کیا ہے، یا وادی عبور کی ہے، اس میں وہ تمہارے ساتھ تھے، لوگوں نے کہا کہ وہ تو مدینہ میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ مدینہ میں تھے لیکن عذر نے ان کو روک رکھا تھا۔'' ❷

جہاد کا مطلب ہے کہ حق تعالیٰ کی محبوب چیز کو حاصل کرنے اور اس کی ناپسندیدہ چیز کو روکنے کی پوری کوشش کرنا، اگر جہاد پر قدرت رکھنے کے باوجود آدمی جہاد کو ترک کر دے تو یہ اس کے دل میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کی کمزوری کی دلیل ہے۔

یہ بھی معلوم ہے کہ محبوب چیز کا حصول غالباً مکروہ چیز برداشت کرنے کے بعد ہی ہوتا ہے، تو جسے مال و سرداری اور صورتوں سے محبت ہوتی ہے، اسے دنیا میں تکلیفیں جھیلنے کے بعد ہی یہ چیزیں حاصل ہوں گی اور آخرت میں تو اس کو ضرور ہی ضرر لاحق ہوگا۔ اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنے والے اس کے راستے میں تکلیف برداشت نہ کریں تو غیر اللہ سے

❶ مسلم : ٢٦٧٤۔ ابوداؤد : ٤٦٠٩۔ ترمذی : ٢٦٧٤۔ ابن ماجه : ٢٠٦۔ دارمی:١ / ١٢٦۔ مسند احمد:٢/ ٣٩٧۔ شرح ولسنه بغوی: ١/٢٣٢۔

❷ بخاری:٤٤٢٣۔مسلم:١٩١١،ابوداؤد:٢٥٠٨،ابن ماجه: ٢٧٦٤۔ ٢٧٦٥، مسند احمد: ٣/ ١٠٣عن انس رضی اللہ عنہ و٣/ ٣٤١ عن جابر رضی اللہ عنہ.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو محبت کرتے ہیں وہ یہ سمجھیں گے کہ اس کی محبت اللہ کے لیے کمزور ہے، جب کہ یہ معلوم ہے کہ مومن اللہ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ﴾ (البقرہ : ۱۶۵)

''بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے، اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔''

کبھی محبت کرنے والا اپنی کوتاہیٔ عقل کی وجہ سے غلط راستے پر چل پڑتا ہے جس سے اس کا مطلب حاصل نہیں ہوتا۔ یہ طریقہ ناپسندیدہ ہے اگرچہ محبت صالح ہی کیوں نہ ہو، اور اگر محبت فاسد ہو تو اور بھی برا ہے۔ جیسے کہ دولت و سرداری کے طلب گار ایسی چیزوں سے محبت کرتے ہیں جو ان کو نقصان پہنچا کر رہی رہے گی اور ان کا مقصد بھی حاصل نہیں ہوگا۔ لہٰذا محبت کرنے والے کو صحیح راستہ اختیار کرنا چاہیے جو عقل سلیم کے مطابق ہو اور جس سے مقصد بھی حاصل ہو۔ اس وضاحت کے بعد میں کہوں گا کہ جس قدر دل میں محبت بڑھے گی اسی قدر بندگی کا جذبہ بھی پیدا ہوگا اور جتنا یہ جذبہ بڑھے گا انسان اس کو دوسروں پر ترجیح دے گا۔

آدمی کا دل دو طریقوں سے اللہ کا محتاج ہے:

ایک یہ کہ وہ اللہ کی عبادت کرے جس کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

دوسرے یہ کہ اسی سے مدد مانگے اور اسی پر بھروسہ کرے جو کہ عبادت کے اسباب میں سے ہیں۔

لہٰذا آدمی کا دل اسی وقت مطمئن و خوش ہوگا جب وہ اللہ کی عبادت کرے گا، اور صحیح معنوں میں عبادت اسی وقت ممکن ہے جب اللہ کی مدد حاصل ہو جیسے قرآنِ کریم میں ہے:

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۴ؕ﴾ (الفاتحہ:۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔''

اور اگر آدمی کے دل کو دنیا کی ساری من چاہی اشیاء حاصل ہو جائیں لیکن اللہ کی عبادت حاصل نہ ہو تو اسے محض حسرت و تکلیف ہی حاصل ہوگی، وہ دنیا کے غموں سے چھٹکارا نہیں پا سکتا، بندے کا مقصود صرف اللہ کی محبت ہونی چاہیے اور اسی کی خاطر دوسروں سے محبت کرنی چاہیے، اور اگر یہ چیز اسے حاصل نہیں ہوتی تو گویا کہ ''لا اله الا الله'' کا مطلب اسے حاصل نہیں ہوا اور نہ ہی توحید پر اس کا ایمان مکمل ہوا، بلکہ اس کے لیے سوائے حسرت و ندامت کے کچھ نہیں۔

اور اگر وہ اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرے لیکن اللہ سے مدد طلب نہ کرے، اس پر بھروسہ نہ کرے، اس کی طرف رجوع نہ کرے تو اس کو مطلوب و مقصود حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ ہر چیز اللہ کی مرضی ہی سے حاصل ہوگی۔ وہی معبود و مسئول ہے، وہی توفیق دینے والا ہے، اسی سے مدد طلب کرنا ضروری ہے۔ اس کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں اور نہ ہی اس کے سوا کوئی رب ہے۔

اللہ کی بندگی انہیں دونوں چیزوں سے مکمل ہوتی ہے۔ اور اگر آدمی غیر اللہ سے محبت کرے، غیر اللہ کی طرف رجوع کرے، اور غیر اللہ سے مدد مانگے تو وہ اس کا غلام بن جاتا ہے جس سے محبت کرتا ہے اور اس سے مدد کی امید کرتا ہے، اس کے برعکس اگر اللہ سے محبت کرے، اللہ سے مدد مانگے، اسی کی طرف رجوع کرے تو اس کی بندگی مکمل ہوتی ہے۔ اس کا ایمان پختہ ہوتا ہے، ایسا شخص جب کائنات کا مشاہدہ کرتا ہے تو اللہ ہی کو خالق و مالک اور مدبر و معبود پاتا ہے اور اسی کے سامنے اپنی عبدیت کا اظہار کرتا ہے۔

اور اس معاملے میں لوگوں نے بہت سارے طریقے اختیار کر رکھے ہیں جن کی تعداد کو اللہ کے سوا کوئی نہیں گن سکتا۔ ان سب سے صحیح اور کامل اور افضل اور اعلیٰ طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو صرف اللہ کے حوالے کر دے، اس کا بندہ بن کر رہے، اس کے ساتھ کسی دوسرے کو معین و مددگار نہ بنائے، اس کے سامنے جھکنے میں کسی قسم کا تکبر نہ کرے، کیونکہ تکبر ایمان کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

منافی ہے جیسے کہ حدیث میں ہے:

''جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہے جیسے کہ جہنم میں وہ شخص ہمیشہ نہیں رہے گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہے۔'' ❶

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''بڑائی میری ازارا ہے اور تکبر میری چادر ہے، پس جو شخص ان میں سے کوئی بھی چیز مجھ سے لینے کی کوشش کرے گا میں اس کو عذاب دوں گا۔'' ❷

عظمت و تکبر چونکہ اللہ ہی کے زیبا ہے، اسی لیے صفا ومروہ پر نماز ❸، اذان، عید وغیرہ میں اللہ اکبر ہی کی صدا بلند کی جاتی ہے اور سواری پر سوار ہوتے وقت ❹ اور اونچی جگہ پر چڑھتے وقت بھی اللہ اکبر ہی کہا جاتا ہے۔ ❺ اور تکبیر کے زور سے ہی آگ بجھائی جاتی ہے چاہے ہو کتنی پھیل چکی ہو۔ ❻ اور آذان سن کر شیطان بھاگ جاتا ہے۔ ❼

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

---

❶ مسلم:٩١۔ ابوداؤد: ٤٠٩١۔ ترمذی: ١٩٩٨۔ ابن ماجہ: ٥٩، ٤١٧٣۔ معجم طبرانی کبیر:١٠٠٠ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔

❷ مسلم:٢٦٢٠۔ ابو داؤد:٤٠٩٠۔ ابن ماجہ : ٤١٧٤۔ مسند احمد : ٢/ ٤١٤۔

❸ مسلم : ١٢١٨، ابوداؤد ؛ ١٩٠٧، ابن ماجہ : ٣٠٧٤، مؤطا امام مالك:١/ ٣٧٢ عن جابر رضی اللہ عنہ۔

❹ مسلم : ١٣٤٢، ابوداؤد : ٢٥٩٩، ترمذی : ٣٤٤٤ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما۔

❺ بخاری : ٦٣٧٥، مسلم : ١٣٣٤، ابوداؤد : ٢٧٧٠، مؤطا امام مالك:١/ ٤٢١ عمل اليوم والليلة ابن السنی:٥١٩ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما۔

❻ اور ناگہانی آگ کو بجھانے کا پتہ دینے والی روایت متعدد طرق ہے لیکن امام ابن تیمیہ نے یہی اپنی دوسری کتاب ''الکلم الطیب'' میں اسے تمریض وتضعیف کے صیغے سے درج کیا ہے۔ دیکھئے الکلم الطب:٢٢١۔

❼ بخاری : ٢/ ٦٩، مسلم : ٣٧٩، ابوداؤد : ٥١٦، نسائی : ٢/ ٢١، مؤطا مالك: ١/ ٦٩عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

﴿وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝۶۰﴾ (المؤمن: ٦٠)

''اور تمہارے پروردگار نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم مجھ سے دعا کرو میں تمہاری (دعا) قبول کروں گا۔ جو لوگ میری عبادت سے ازراہِ تکبر اعراض کرتے ہیں، عنقریب جہنم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔''

اور جو شخص اللہ کی عبادت سے تکبر کرے گا، وہ اللہ کے علاوہ کی پرستش کرے گا کیونکہ انسان حساس ہے، اس کے دل میں جو ارادہ اٹھتا ہے اسی کے مطابق وہ حرکت کرتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''سب سے سچا نام حارث اور ھمام ہے۔''[1]

جبکہ دوسری حدیث میں اللہ کے محبوب ترین نام عبد اللہ اور عبد الرحمن آئے ہیں۔ دیکھئے مسلم: ٢١٢٣۔ ابوداؤد: ٢/ ٥٨٤۔ ترمذی: ٢٨٣٥۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما۔

حارث کے معنیٰ کمائی کرنے والا، اور ھمام کے معنیٰ ارادہ کے مطابق کر گزرنے والا، آدمی ہمیشہ ارادہ کرتا ہے اور اس کی ایک مراد محبوب ہوتی ہے، پس اگر اللہ کی ذات اس کا معبود مراد نہ ہو تو وہ مال و دولت اور جاہ و منصب کو اپنا مراد و محبوب بنا لیتا ہے، یا اللہ کے علاوہ دوسروں کو معبود بنا لیتا ہے۔ جیسے سورج، چاند، ستارے، بت، انبیاء و صالحین کی قبروں وغیرہ کو، اس طرح اللہ کی عبادت سے تکبر کرنے والا غیر اللہ کی عبادت کرنے لگتا ہے جو کہ شرک ہے۔

فرعون سب سے بڑا متکبر تھا وہ مشرک تھا، جیسے کہ قرآن کریم میں ہے:

﴿وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝۲۳ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ قَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝۲۴﴾ (غافر: ٢٣-٢٤)

''اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں اور دلیل کی روشنی دے کر بھیجا، فرعون و ہامان اور

[1] ابوداؤد: ٤٩٥٠۔ نسائی: ٦/ ٢١٨۔ مسند احمد: ٤/ ٣٤٥، جامع ابن وہب، ص: ٧، عن عبد اللہ بن عامر رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قارون کی طرف تو انہوں نے کہا یہ تو جھوٹا جادوگر ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ قَارُوْنَ وَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ ۫ وَ لَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ مَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ﴾ (العنکبوت : ۳۹)

''اور قارون اور فرعون اور ہامان کے پاس موسیٰ کھلے کھلے معجزے لے کر آئے تھے پھر بھی انہوں نے زمین میں تکبر کیا، لیکن ہم سے آگے بڑھنے والے نہ ہو سکے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَ جَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَ يَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ﴾ (القصص : ٤)

''یقیناً فرعون نے زمین میں سرکشی کر رکھی تھی اور وہاں کے لوگوں کو گروہ گروہ بنا رکھا تھا، اور ان میں سے ایک فرقہ کو کمزور کر رکھا تھا اور ان کے لڑکوں کو ذبح کر ڈالتا تھا اور ان کی لڑکیوں کو زندہ چھوڑ دیتا تھا۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَ جَحَدُوْا بِهَا وَ اسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّ عُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ﴾ (النمل : ١٤)

''انہوں نے انکار کر دیا، حالانکہ ان کے دل یقین کر چکے تھے، صرف ظلم اور تکبر کی بناء پر، پس دیکھ لیجئے کہ ان فتنہ پرداز لوگوں کا انجام کیسا کچھ ہوا؟''

اور فرعون کے مشرک ہونے کی دلیل قرآن کریم کی یہ آیت ہے:

﴿ وَ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَ قَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ يَذَرَكَ وَ اٰلِهَتَكَ ﴾ (الاعراف : ١٢٧)

''اور قوم فرعون کے سرداروں نے کہا کہ کیا آپ موسیٰ اور ان کی قوم کو یوں ہی رہنے دیں گے کہ وہ ملک میں فساد کرتے پھریں اور وہ آپ کو اور آپ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معبودوں کو ترک کیے رہیں۔''

بلکہ احوال تو یہ بتاتے ہیں کہ جو شخص جتنا زیادہ اللہ کی عبادت سے تکبر کرتا ہے، اتنا ہی بڑا وہ مشرک ہوتا ہے، کیونکہ اللہ سے تکبر اختیار کرنے کی صورت میں اس کو اپنے امراء و محبوب کی ضرورت ہوتی ہے جس کا وہ غلام بن جاتا ہے اور پرستش کی حد تک اس کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور دل تمام مخلوقات سے بے نیاز اسی وقت ہوگا جب کہ وہ صرف اللہ کو اپنا آقا مان لے، اسی کی عبادت کرے، اسی سے مدد مانگے، اسی پر بھروسہ کرے، وہی چیز پسند کرے جسے اللہ پسند کرتا ہے اور وہی چیز ناپسند کرے جسے اللہ ناپسند کرتا ہے، دوستی اسی سے کرے جس سے اللہ دوستی کرتا ہے اور دشمنی بھی اسی سے کرے جس سے اللہ دشمنی کرتا ہے، کسی کو دے تو اللہ کی خاطر دے، اور کسی کو نہ دے تو اللہ کی خاطر نہ دے، لہٰذا آدمی جتنا اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص بنائے گا، اتنا ہی اس کی عبدیت مکمل ہوگی اور مخلوق سے اس کی بے نیازی بڑھے گی اور اس شرک و کبر سے بچا رہے گا، جس میں یہود و نصاریٰ پھنسے ہوئے تھے۔ چنانچہ نصاریٰ پر شرک غالب تھا اور یہود پر کبر غالب تھا۔ جیسے کہ قرآن کریم میں نصاریٰ کے بارے میں اللہ نے فرمایا ہے:

﴿ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَ مَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٣١﴾ ﴾ (التوبہ : ۳۱)

''ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنا لیا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو، حالانکہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کرنے کا حکم دیا گیا تھا، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے۔''

اور یہود کے بارے میں اللہ نے فرمایا:

﴿ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ۫ وَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ﴿٨٧﴾ ﴾ (البقرہ : ۸۷)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''لیکن جب کبھی تمہارے پاس رسول وہ چیز لائے جو تمہاری طبیعتوں کے خلاف تھی تو تم نے جھٹ سے تکبر کیا پس بعض کو تو جھٹلا دیا اور بعض کو قتل بھی کر ڈالا۔''

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ وَ اِنْ یَّرَوْا کُلَّ اٰیَةٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِهَا ۚ وَ اِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الرُّشْدِ لَا یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا ۚ وَ اِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الْغَیِّ یَتَّخِذُوْهُ سَبِیْلًا ؕ﴾ (الاعراف : ١٤٦)

''میں ایسے لوگوں کو اپنے احکام پر برگشتہ ہی رکھوں گا جو دنیا میں تکبر کرتے ہیں جس کا ان کو کوئی حق حاصل نہیں، اور اگر وہ تمام نشانیاں دیکھ لیں تب بھی وہ ان پر ایمان نہ لائیں اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھیں تو اس کو اپنا طریقہ نہ بنائیں، اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھ لیں تو اس کو اپنا طریقہ بنا لیں۔''

یہ بات معلوم ہوگئی کہ کبر سے شرک جڑا ہوا ہے اور شرک اسلام کے خلاف ہے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ۚ وَ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤی اِثْمًا عَظِیْمًا ۝۴۸﴾ (النساء : ٤٨)

''یقیناً اللہ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ کیا اور بہتان باندھا۔''

اور فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ۝۱۱۶﴾ (النساء : ١١٦)

''اسے اللہ تعالیٰ قطعاً نہ بخشے گا کہ اس کے ساتھ شریک متعین کیا جائے، ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف کر دیتا ہے، اور اللہ کے ساتھ شرک کرنے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔“

تمام انبیاء علیہم السلام دینِ اسلام ہی کو لے کر آئے، اس دین کے علاوہ کوئی دوسرا دین اللہ کے ہاں قابلِ قبول نہیں ہوگا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا:

﴿فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝﴾ (یونس : ۷۲)

”پھر بھی اگر تم اعراض ہی کیے جاؤ تو میں تم سے کوئی معاوضہ تو نہیں مانگا۔ میرا معاوضہ تو صرف اللہ ہی کے ذمے ہے اور مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلمانوں میں سے رہوں۔“

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿وَ مَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ؕ وَ لَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَ اِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَ وَصّٰى بِهَاۤ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ وَ يَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝﴾

(البقرہ : ۱۳۰-۱۳۲)

”دینِ ابراہیمی سے وہی بے رغبتی کرے گا جو محض بے وقوف ہو، ہم نے تو اسے دنیا میں بھی برگزیدہ کیا تھا، اور آخرت میں وہ نیکوکاروں میں سے ہے۔ جب کبھی بھی انہیں ان کے رب نے کہا، فرماں بردار ہو جاؤ، انہوں نے کہا: میں نے رب العالمین کی فرمان برداری کی۔ اسی کی وصیت ابراہیم اور یعقوب نے اپنی اولاد کو کی کہ ہمارے بچو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اس دین کو پسند فرما لیا ہے، خبردار! تم مسلمان ہی مرنا۔“

اور حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا:

﴿تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ﴾ (یوسف : ۱۰۱)

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

''تو مجھے اسلام کی حالت میں فوت کر اور نیکوں کے ساتھ ملا دے۔''

اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا:

﴿وَ قَالَ مُوْسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ۝ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ﴾ (یونس : ۸۴۔۸۵)

''اے میری قوم! اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو تو اسی پر توکل کرو اگر تم مسلمان ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے اللہ پر ہی توکل کیا۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا﴾ (المائدہ : ٤٤)

''ہم نے توراۃ نازل فرمائی ہے جس میں ہدایت و نور ہے، یہودیوں میں اسی تورات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ماننے والے انبیاء فیصلہ کرتے تھے۔''

اور بلقیس نے کہا:

﴿رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾

(النمل : ٤٤)

''میرے پروردگار میں نے اپنے آپ پر ظلم کیا، اب میں سلیمان کے ساتھ اللہ رب العالمین کی مطیع وفرمانبرداری بنتی ہوں۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَ بِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَ اشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۝﴾ (المائدہ : ۱۱۱)

''اور جب کہ میں نے حواریین کو حکم دیا کہ تم مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ، انہوں نے کہا، کہ ہم ایمان لائے اور آپ شاہد رہیے کہ ہم پورے فرمانبردار ہیں۔''

ایک اور جگہ فرمایا ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ﴾ (آل عمران : ۱۹)

’’بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے۔‘‘

اور مزید فرمایا:

﴿ وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ ﴾ (آل عمران:۸۵)

’’جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا۔‘‘

اور فرمایا ہے:

﴿ اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰہِ یَبْغُوْنَ وَ لَہٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّ کَرْھًا ﴾

(آل عمران : ۸۳)

’’کیا وہ اللہ تعالیٰ کے دین کے سوا اور دین کی تلاش میں ہیں حالانکہ تمام آسمانوں والے اور سب زمین والے اللہ تعالیٰ ہی کے فرمانبردار ہیں، خوشی سے ہوں یا ناخوشی سے۔‘‘

پوری کائنات اللہ ہی کے تابع ہے، وہی مالک ہے، وہی خالق ہے، وہی مدبر ہے، وہی حاکم بادشاہ ہے۔ کوئی چیز اس کی قضاء وقدر سے باہر نہیں نکل سکتی۔ سب اس کے فرماں بردار ہیں، خوشی سے ہوں یا ناخوشی سے، اور اس کے علاوہ سب کھڑے ہوئے ارباب ہیں، جو اسی کے محتاج ہیں، اور مقہور ومجبور ہیں۔ اللہ ہی اسباب پیدا کرنے والا ہے۔ مخلوق کے اندر بذات خود کسی خیر کو کرنے یا کسی شر کو ہٹانے کی طاقت نہیں، اللہ ہی کی ذات بے نیاز ہے، اس کا کوئی شریک ومعاون نہیں، نہ ہی کوئی اس کا مقابلہ ومعارض ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ قُلْ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰہُ بِضُرٍّ ھَلْ ھُنَّ کٰشِفٰتُ ضُرِّہٖٓ اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَۃٍ ھَلْ ھُنَّ مُمْسِکٰتُ رَحْمَتِہٖ قُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ عَلَیْہِ یَتَوَکَّلُ الْمُتَوَکِّلُوْنَ ۝۳۸ ﴾ (الزمر : ۳۸)

’’آپ ان سے کہیے کہ اچھا یہ تو بتاؤ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، اگر اللہ تعالیٰ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجھے نقصان پہنچانا چاہیے تو کیا یہ اس کے نقصان کو ہٹا سکتے ہیں۔ یا اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربانی کا ارادہ کرے تو کیا یہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ اللہ مجھے کافی ہے، توکل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں۔"

اور ارشاد فرمایا:

﴿وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴾ (الانعام : ۱۷)

"اور اگر تجھے اللہ تعالیٰ کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کو دور کرنے والا سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں اور اگر تجھے اللہ تعالیٰ کوئی نفع پہنچائے تو (کوئی اس کو روکنے والا نہیں) تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔"

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۸﴾ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۷۹﴾ وَ حَآجَّهٗ قَوْمُهٗ ؕ قَالَ اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَ قَدْ هَدٰىنِ ؕ وَ لَاۤ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْـًٔا ؕ وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۸۰﴾ وَ كَیْفَ اَخَافُ مَاۤ اَشْرَكْتُمْ وَ لَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا ؕ فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ ۚ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ لَمْ یَلْبِسُوْۤا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۸۲﴾﴾

(الانعام : ۷۸-۸۲)

"آپ نے فرمایا: اے میری قوم! بے شک میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں، میں اپنا رخ اس کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا یکسو ہو کر، اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں، اور ان سے ان کی قوم نے حجت کرنا شروع کیا تو آپ نے فرمایا: کیا تم اللہ کے معاملہ میں مجھ سے حجت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہو حالانکہ اس نے مجھے طریقہ بتلا دیا ہے اور میں ان چیزوں سے جن کو تم اللہ کے ساتھ شریک بناتے ہو نہیں ڈرتا ہوں مگر یہ کہ میرا پروردگار ہی کوئی امر چاہے۔ میرا پروردگار ہر چیز کو اپنے علم میں گھیرے ہوئے ہے۔ کیا تم پھر بھی خیال نہیں کرتے؟ اور میں ان چیزوں سے کیسے ڈروں جن کو تم نے شریک بنایا ہے حالانکہ تم اس بات سے نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھہرایا ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی، سو ان دو جماتوں میں سے امن کا زیادہ مستحق کون ہے، اگر تم خبر رکھتے ہو۔ جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ مخلوط نہیں کرتے، ایسوں ہی کے لیے امن ہے اور وہی راہِ راست پر چل رہے ہیں۔''

بخاری و مسلم میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بہت دشوار گزرا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے کون ہے جس کا ایمان ظلم کے ساتھ مخلوط نہیں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہاں ظلم سے مراد شرک ہے، کیا تم نے صالح بندے کا یہ قول نہیں سنا:

﴿اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝﴾ (لقمان : ١٣)

''بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔''[1]

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿وَ اِذِ ابْتَلٰۤى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ ؕ قَالَ لَا یَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِیْنَ ۝﴾ (البقرہ : ١٢٤)

''جب ابراہیم کو ان کے رب نے کئی باتوں سے آزمایا اور انہوں نے سب کو پورا

---

[1] بخاری : ١/ ٨١۔ مسلم:١٢٤۔ ترمذی : ٣٠٩٩۔ مسند احمد : ٣٥٨٩ و ابن جریر طبری : ١٣٤٧٦ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر دیا تو اللہ نے فرمایا کہ میں تمہیں لوگوں کا امام بنا دوں گا۔عرض کرنے لگے اور میری اولاد کو؟ فرمایا: میرا وعدہ ظالموں سے نہیں۔''

یہاں اللہ تعالیٰ نے ظالموں کو امام بنانے کا وعدہ نہیں کیا ہے اور نہ ظالم کو امام بنانے کا حکم دیا ہے اور سب سے بڑا ظلم شرک ہے۔اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا ؕ وَ لَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ﴾ (النحل:۱۲۰)

''بے شک ابراہیم پیشوا اور اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور ایک طرفہ مخلص تھے، وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔''

امت سے مراد یہاں معلم خیر ہے، جن کی اقتداء کی جائے، اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے نبوت و کتاب کو اتارا اور انبیاء علیہم السلام کو ان کے بعد انہیں کی ملت پر بھیجا، جیسا کہ فرمایا ہے:

﴿ثُمَّ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝﴾ (النحل:۱۲۳)

''پھر ہم نے آپ کی جانب وحی بھیجی کہ آپ ملتِ ابراہیم حنیف کی پیروی کریں جو مشرکوں میں سے نہ تھے۔''

اور فرمایا:

﴿اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَ هٰذَا النَّبِيُّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَ اللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝﴾ (آل عمران : ٦٨)

''سب لوگوں سے زیادہ ابراہیم سے نزدیک تر وہ لوگ ہیں جنھوں نے ان کا کہا مانا اور یہ نبی اور جو لوگ ان پر ایمان لائے، مومنوں کا ولی اور سہارا اللہ ہی ہے۔''

اور فرمایا:

﴿مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّ لَا نَصْرَانِيًّا وَّ لٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَ مَا كَانَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٦٧﴾ (آل عمران : ٦٧)

''ابراہیم تو نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی تھے بلکہ وہ تو ایک طرفہ خالص مسلمان تھے وہ مشرک بھی نہ تھے۔''

اور ارشاد فرمایا:

﴿وَ قَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ؕ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ؕ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٣٥﴾ قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلٰۤى اِبْرٰهٖمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ مَاۤ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَ مَاۤ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿١٣٦﴾﴾

(البقرہ : ١٣٥۔١٣٦)

''یہ کہتے ہیں کہ یہودی یا نصرانی بن جاؤ، ہدایت پاؤ گے، تم کہو بلکہ صحیح راہ پر ملتِ ابراہیمی والے ہیں اور ابراہیم خالص اللہ کے پرستار تھے، اور مشرک نہ تھے، اے مسلمانو! تم سب کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس چیز پر بھی جو ہماری طرف اتاری گئی اور جو چیز ابراہیم، اسماعیل، یعقوب اور ان کی اولاد پر اتاری گئی اور جو کچھ اللہ کی جانب سے موسیٰ اور عیسیٰ اور دوسرے انبیاء دیئے گئے۔ ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے، ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں۔''

حضرت ابراہیم اللہ کے دوست ہیں اور نبی کریم ﷺ کے بعد سارے انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں۔ صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ابراہیم مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔''[1]

مقامِ خلّت ومحبت میں فرق:

صحیح مسلم میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

[1] مسلم : ٢٣٩٩۔ ابوداؤد : ٣٣٥٢۔ السنن الکبری للنسائی کما فی تحفۃ الاشراف : ١/ ٤٠٣۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''اللہ نے مجھے اپنا خلیل بنایا جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا۔'' ❶

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اہلِ دنیا میں سے اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن میں اللہ کا خلیل ہوں۔'' ❷

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

''مسجد کے اندر کھلنے والے سارے دروازے بند کر دیئے جائیں سوائے حضرت ابوبکر کے دروازے کے۔'' ❸

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''خبردار تم سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے قبروں کو مساجد بنا لیا بس تم قبر کو مسجد نہ بنانا۔ میں اس سے تم کو منع کرتا ہوں۔'' ❹

اسی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات وفات سے چند دن پہلے کہی تھی۔ اللہ سے دوستی کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت کرے اور وہ بندہ اللہ سے محبت کرے۔ جہمیہ کا قول اس کے خلاف ہے۔ مذکورہ حدیث میں توحیدِ خالص کا حکم دیا گیا ہے اور اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اسی طرح جس حدیث میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کی گئی ہے، اس سے روافض کے قول کی تردید ہوتی ہے، جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حق تلفی کرتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔

دوستی کا مطلب ہے: انتہائی محبت جس میں بندے کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے لیے

---

❶ مسلم : ٥٣٢ عن جندب رضی اللہ عنہ، نیز دیکھیں جامع الاصول: ٨/ ٥٨٤ تا ٥٩٠۔

❷ بخاری : ١٠/١٠۔ مسلم:٢٣٨٢۔ ترمذی:٣٦٦١۔ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ۔

❸ بخاری : ١٠/١٠۔مسلم:٢٣٨٢۔ ترمذی:٣٦٦١۔ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ۔

❹ مسلم : ٥٣٢۔ صحیح ابو عوانہ : ١/ ٤٠١۔ معجم طبرانی کبیر: ١٦٨٦۔ طبقات ابن سعد: ٢/ ٢٤٠۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتہائی فرمانبرداری شامل ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بندہ کے لیے کمالِ ربوبیت شامل ہو۔

لفظ ''عبودیت'' انتہائی محبت و فرمانبرداری کو شامل ہے، اسی طرح لفظ ''متیّم'' کا مطلب ہے: تابعدار و فرمانبردار، ''تَیَّمَ'' اللہ کا مطلب ہے، اس نے اللہ کی بندگی کی اور قلب ''متیم'' کا مطلب ہے: وہ دل جو اپنے محبوب کا تابعدار ہو۔

نبی کریم ﷺ اور ابراہیم علیہ السلام میں یہ صفت بدرجہ اتم موجود تھی، اسی لیے اللہ نے ان دونوں کو اپنا خلیل بنایا تھا۔ لفظ ''خلۃ'' کا مطلب خاص ہے، یعنی خالص دوستی جس میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو۔ اس لیے نبی کریم ﷺ کا اس دنیا میں کوئی خلیل نہیں تھا۔ اور محبت میں دوسرے لوگ بھی شریک ہو سکتے ہیں، جیسے کہ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّهُمَا فَاَحِبَّهُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُحِبُّهُمَا)) ❶

''اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، تو بھی ان سے محبت کر اور جو ان دونوں سے محبت کرے ان سے بھی محبت کر۔''

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا:

''آپ کے نزدیک سب سے محبوب کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ (رضی اللہ عنہا)! پھر انہوں نے پوچھا کہ مردوں میں آپ ﷺ کے نزدیک سب سے محبوب کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ کے والد۔'' ❷

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ بخاری: ۲۷۳۵۔ شرح السنه بغوی : ۱۴/ ۱۴۳۔ طبقات ابن سعد: ۴/ ۶۲۔ مسند احمد : ۵/ ۲۱۰۔ عن اسامه بن زید رضی اللہ عنہ ۔ لیکن اس حدیث میں ((وَاَحِبَّ مَن یُّحِبُّهُمَا)) کے الفاظ نہیں ہیں ۔ یہ الفاظ حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما سے متعلقہ حدیث میں ہیں جس کی سند متکلم فیہ تاہم ایک شاہد کی وجہ سے کچھ تقویت اختیار کر جاتی ہے۔

❷ بخاری : ۳۶۶۲۔ مسلم : ۲۳۸۴۔ ترمذی : ۳۸۷۹۔ مسند احمد:۴/ ۲۰۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''میں کل جھنڈا ایک ایسے آدمی کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ اس سے محبت کرتے ہیں۔'' [1]

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد جگہوں پر فرمایا ہے کہ وہ اپنے مومن بندوں سے محبت کرتا ہے، جیسے فرمایا ہے:

﴿ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ﴾ (آل عمران:۷۶)

''اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں سے محبت کرتا ہے۔''

دوسری جگہ فرماتا ہے:

﴿ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴾ (البقرہ:۱۹۵)

''احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

ایک جگہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴾ (المائدة : ۴۲)

''انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

ایک مقام پر ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴾ (البقرہ:۲۲۲)

''توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

اور ارشادِ ربانی ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُم بُنْيَانٌ مَّرْصُوصٌ ﴾ (الصف : ۴)

''بے شک اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف بستہ جہاد کرتے ہیں گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں۔''

---

[1] بخاری: ۳۰۰۹۔ مسند احمد : ۵/ ۳۳۳۔ شرح السنہ بغوی: ۳۹۰۶۔ معجم طبرانی کبیر: ۵۷۷۶۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا:

﴿ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗٓ ﴾ (المائدہ : ٥٤)

''تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم لائے گا جو اللہ کو محبوب ہو گی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہو گی۔''

مذکورہ بیان سے معلوم ہوا کہ لفظ ''خلة'' خاص ہے اور لفظ ''محبت'' عام ہے۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حبیب اللہ ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ لفظِ حبیب لفظِ خلیل سے بڑھ کر ہے۔ لیکن ان کا یہ قول صحیح نہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ بھی خلیل اللہ ہیں جیسے کہ حدیث سے ثابت ہے، جس کا ذکر گزر چکا ہے۔ اور جو یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ حبیب و خلیل کے درمیان اٹھائے جائیں گے، تو یہ اور اس قسم کی دوسری روایتیں موضوع و من گھڑت ہیں۔ اللہ سے محبت کا مطلب ہے اللہ سے محبت اور اس چیز سے محبت جسے اللہ پسند کرے، جیسے کہ حدیث میں ہے:

''تین چیزیں جس میں ہوں گی وہ ایمان کا مزہ پائے گا: ایک یہ کہ اس کے نزدیک اللہ اور اس کے رسول ﷺ ساری چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں، اور دوسرے یہ کہ وہ اللہ ہی کی خاطر کسی سے محبت کرے، اور تیسرے یہ کہ وہ کفر سے نجات پانے کے بعد کفر کی طرف لوٹنا ایسے ہی ناپسند کرے جیسے کہ آگ میں ڈالا جانا ناپسند کرتا ہے۔''[1]

کسی چیز کا مزہ اس سے محبت و رغبت پر موقوف ہے۔ یہ مزہ مقصود مراد حاصل ہونے کے بعد ہی ملتا ہے۔ بعض صوفیاء کہتے ہیں کہ یہ مزہ صرف محبوب کے ادراک سے ملتا ہے، لیکن ان کا یہ قول درست نہیں کیونکہ ادراک محبت اور لذت کے درمیان کی چیز ہے۔ اس حدیث کے مطابق مومن کو ایمان کا مزہ تین امور سے ملتا ہے۔

(۱):......محبت کی تکمیل، کیونکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اس کے نزدیک دنیا کی ساری

---

[1] تخریج و حوالہ جات گزر چکے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چیزوں سے زیادہ محبوب ہوتے ہیں۔

(۲):......محبت کی تفریع، کیونکہ وہ کسی آدمی سے صرف اللہ ہی کی خاطر محبت کرتا ہے۔

(۳):......محبت کے خلاف دفاع، کیونکہ وہ ایمان کے خلاف کسی بھی چیز سے سخت نفرت کرتا ہے اور کفر کی طرف لوٹنا ایسے ہی ناپسند کرتا ہے جیسے کہ آگ میں ڈالا جانا۔

میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جب خلّت اور محبت حاصل ہو گئی تبھی فرمانبرداری و تابعداری مکمل ہو گی۔ اور جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عبودیت کے لیے محبت و خلّت شرط نہیں بلکہ جھکنا اور تابعداری کرنا کافی ہے، تو ان کا قول غلط ہے۔

علماءِ سلف میں سے بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ جس نے صرف محبت کر کے اللہ کی عبادت کی وہ زندیق ہے۔ اور جس نے صرف رجاء کر کے اس کی عبادت کی وہ مُرجی ہے۔ (مُرجیہ وہ لوگ ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ ایمان کے ساتھ گناہ نقصان نہیں پہنچائے گا) اور جس نے صرف خوف کھا کر اللہ کی عبادت کی وہ حروری ہے۔ (حروری، خوارج میں سے ایک فرقہ ہے جس کے اعتقادات باطل ہیں) اور جس نے اللہ کی عبادت محبت اور خوف و رجاء کے ساتھ کی وہ مومن و موحد ہے۔

لیکن متاخرین میں سے بعض لوگوں نے اللہ سے محبت کرنے کا دعویٰ کیا اور اس میں اس قدر غلو کیا کہ عبودیت سے تجاوز کر کے ربوبیت میں داخل ہو گئے، اور ایسی چیزوں کا دعویٰ کرنے لگے جو انبیاء و مرسلین علیہم السلام بھی نہیں کر سکتے۔ درحقیقت انہوں نے عبودیت کا صحیح مفہوم نہیں سمجھا جسے رسولوں نے بیان کیا ہے۔ بلکہ ان کی عقل کمزور ہے، دین کے بارے میں ان کا علم ناقص ہے۔ ان کی جنونی محبت، حماقت و جہالت پر مبنی ہے، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا کوئی مواخذہ نہیں ہو گا جیسے کہ یہود و نصاریٰ کہتے ہیں:

﴿نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَاَحِبَّآؤُهٗ ؕ﴾ (المائدہ : ۱۸)

''ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں۔''

پھر اللہ نے اس کے جواب میں فرمایا:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

﴿قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ ۖ بَلْ أَنْتُمْ بَشَرٌ مِمَّنْ خَلَقَ ۚ يَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ۚ﴾ (المائدہ : ۱۸)

''آپ کہہ دیجئے کہ پھر تمہیں گناہوں کے باعث اللہ کیوں سزا دیتا ہے۔ (نہیں) بلکہ تم بھی اس کی مخلوق میں سے ایک انسان ہو وہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے۔''

گناہوں پر سزا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اللہ کے محبوب نہیں، اور نہ ہی اس کے بیٹے ہیں بلکہ مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس سے محبت کرے اسے اسی کام پر لگائے گا جو اس کو پسند ہوگا نہ کہ وہ کام جو اس کو ناراض کر دے، اور جس نے گناہِ کبیرہ پر اصرار کیا اور توبہ نہیں کی تو اللہ اس پر ناراض ہوگا۔

اور جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ گناہ اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا کیونکہ اللہ اس سے محبت کرتا ہے اور گناہوں پر اصرار کرتا رہا تو اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ زہر کا کھانا اس کو نقصان نہیں پہنچائے گا پھر وہ زہر کھاتا رہا اور علاج کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ایسا احمق شخص اگر قرآنِ حکیم میں انبیا علیہم السلام کے قصوں کا مطالعہ کرے، ان کے توبہ استغفار کو دیکھے اور ان پر جو مصیبتیں ان کو پاک و صاف کرنے کے لیے نازل ہوئی ہیں، ان کا مطالعہ کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ گناہ، گناہگاروں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ خواہ وہ لوگوں میں سب سے اونچے مقام پر ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر محبت کا دعویٰ کرنے والا محبوب کی مصلحتوں کو خاطر میں نہ لائے بلکہ صرف اپنی محبت کے مطابق عمل کرے چاہے اس کا عمل جہالت وظلم پر مبنی کیوں نہ ہو، تو محبوب اس سے نفرت کرنے لگے گا، بلکہ اس کو سزا بھی دے گا۔

بہت سے لوگ جو اللہ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں، دین کے بارے میں جہالت کے راستے پر چلتے ہیں، وہ یا تو اللہ کے حدود سے تجاوز کرتے ہیں، یا حقوق اللہ کو ضائع کرتے ہیں یا ایسی باطل چیزوں کا دعویٰ کرتے ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں، مثلاً بعض نے یہ کہا ہے:

''میرے کسی مرید نے اگر کسی کو جہنم میں باقی رکھا تو میں اس سے بری ہوں۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

یعنی ان کا مرید ہر شخص کو جہنم سے نکالے گا۔

اسی طرح بعض نے یہ کہا کہ:

''میرے کسی مرید نے اگر کسی مومن کو جہنم میں داخل ہونے دیا تو میں اس سے بری ہوں۔''

یعنی ان کا مرید گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والے کو بھی جہنم میں داخل نہیں ہونے دے گا۔

بعض نے کہا ہے:

''قیامت کے دن اپنا خیمہ جہنم کے پاس نصب کروں گا تا کہ کوئی بھی جہنم میں نہ جائے۔''

اس طرح کے بہت سے اقوال صوفیاء کی طرف منسوب ہیں۔ یہ اقوال ان کے منہ سے اس وقت نکلتے ہیں جب وہ مدہوش ہوتے ہیں یا نام نہاد فنا فی اللہ کا غلبہ ہوتا ہے یا عقل و ہوش کھو بیٹھتے ہیں۔

ان صوفیاء میں بہت سے لوگ سماع یا ایسے اشعار سننا پسند کرتے ہیں جن میں عشق و محبت اور لعنت و ملامت کی باتیں ہوتی ہیں، یہ لوگ اپنے دل میں جو محبت ہوتی ہے، اسے حرکت دیتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نے محبت کے لیے جو امتحان مقرر کیا ہے اسے نظر انداز کر دیتے ہیں، وہ امتحان اس آیت کریمہ میں ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ﴾ (آل عمران:۳۱)

''کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔''

اللہ کا سچا محب وہ ہے جو اس کے رسول ﷺ کی اتباع کرے، اور رسول ﷺ کی اتباع اللہ کی بندگی ہی سے حاصل ہوگی۔

بہت سے لوگ محبت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کے طور طریقے اور سنتوں پر عمل نہیں کرتے بلکہ بہت سے لوگ تو شریعت و سنت کی مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امر و

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہی ان سے ساقط ہے، وہ اس کے پابند نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت اور اپنے رسول ﷺ کی محبت کی بنیاد جہاد کو بھی بنایا ہے۔ لفظِ جہاد، اللہ نے جس چیز کا حکم دیا ہے، اس سے انتہائی محبت اور جس سے منع کیا، اس سے انتہائی بغض کو بھی شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی صفت جو اللہ سے محبت کرتے ہیں اور جن سے اللہ محبت کرتا ہے، اس طرح بیان کی ہے:

﴿ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۡ يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ لَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ؕ ﴾ (المائده : ٥٤)

''وہ نرم دل ہوں گے مسلمانوں پر اور سخت اور تیز ہوں گے کفار پر، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ بھی نہیں کریں گے۔''

اسی لیے اس امت کی محبت اور بندگی اللہ کے لیے پہلی امتوں کی محبت اور بندگی سے بڑھ کر ہے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اس معاملہ میں سب سے آگے ہیں۔ پھر جو ان کے مشابہ ہیں وہ لوگ ہیں، نہ کہ یہ صوفیاء جو کہ محبت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ بعض صوفیاء کا کہنا ہے کہ محبت وہ آگ ہے جو محبوب کی مراد کے علاوہ دل میں سب چیزیں جلا دیتی ہے، اس کا مطلب یہ لوگ یہ لیتے ہیں کہ چونکہ پوری کائنات کا وجود اللہ کے ارادے سے ہے، اس لیے کمالِ محبت یہ ہے کہ آدمی ہر چیز سے محبت رکھے یہاں تک کہ کفر وفسوق اور عصیان سے بھی۔

یہ چیز ممکن ہی نہیں کہ آدمی ہر موجود سے محبت کرے، بلکہ جو نفع بخش چیز ہے، اسی سے محبت کرے گا، اور جو نقصان دہ ہے اس سے نفرت کرے گا۔ لیکن یہ لوگ اس گمراہی کے ذریعے خواہشات کی پیروی کرتے ہیں، وہ صورتوں سے محبت کرتے ہیں، سرداری اور مال و دولت سے محبت کرتے ہیں، بدعات سے محبت کرتے ہیں اور یہ سمجھتے کہ وہ اللہ سے محبت کر رہے ہیں۔

اللہ کی محبت میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی اس چیز کو ناپسند کرے جسے اللہ اور اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول ﷺ ناپسند کریں اور اپنے نفس و مال سے ان ناپسندیدہ چیزوں سے جہاد کرے۔ ان صوفیاء کی گمراہی کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ محبت وہ آگ ہے جو محبوب یعنی اللہ تعالیٰ کی مراد کے علاوہ ہر چیز کو جلا دیتی ہے۔ اسی بات کو اگر مومن کہے گا تو اس طرح کہے گا کہ محبت وہ آگ ہے جو ہر اس چیز کو دل سے جلا دے جو اللہ کو پسند نہ ہو اور یہی اللہ سے حقیقی محبت ہے اور یہی شریعت کے مطابق ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی قضاء وقدر سے بہت سی چیزوں کو ناپسند کرتا ہے، تو جس چیز کو وہ ناپسند کرتا ہے، اس کو ناپسند کرنا ضروری ہے، ورنہ بندہ اللہ کا حقیقی محب نہیں ہوگا بلکہ اس چیز کا محب ہوگا جسے اللہ پسند نہیں کرتا۔

شریعت کی اتباع اور اس کو قائم کرنے کے لیے جہاد کرنا ہی درحقیقت اللہ سے محبت ہے اور جو لوگ اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن شریعت کی مخالفت کرتے ہیں، ان کا یہ دعویٰ یہود و نصاریٰ کے دعوے کی طرح ہے، بلکہ اس سے بھی برا ہے۔ کیونکہ اس میں نفاق بھی پایا جاتا ہے اور منافق جہنم کے سب سے نچلے حصہ میں رہے گا۔ [1]

تورات وانجیل میں بھی اللہ سے محبت کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ انجیل میں ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی سب سے بڑی وصیت یہ تھی کہ تم اللہ سے محبت اپنے دل و دماغ اور نفس سے کرو۔

نصاریٰ ایسی محبت کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں اور ان کی عبادت اسی محبت کے گرد گھومتی ہے لیکن درحقیقت وہ اللہ کی محبت سے بَریٔ ہیں، کیونکہ وہ اس چیز کی اتباع کرتے ہیں، جو اللہ کو پسند نہیں، جیسے کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ﴾ (محمد:۲۸)

''یہ وہ راہ چلے جس سے انہوں نے اللہ کو ناراض کر دیا اور انہوں نے اس کی رضا مندی کو برا جانا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال برباد کر دیئے۔''

---

[1] ارشاد الٰہی ہے:

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾ (النساء:۱۴۵)

''منافقین جہنم کے سب سے گہرے گڑھے میں ہوں گے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کافروں سے بغض رکھتا ہے اور جو اللہ سے محبت کرتے ہیں ان سے وہ بھی محبت کرتا ہے بلکہ جتنی محبت بندہ اللہ سے کرتا ہے، اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ بندے سے محبت کرتا ہے، جیسے کہ ایک حدیثِ قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''جو مجھ سے ایک بالشت قریب ہوگا میں اس سے ایک گز قریب ہوں گا، اور جو مجھ سے ایک گز قریب وہ گا میں اس سے دونوں ہاتھوں کے پھیلانے کی مقدار کے برابر قریب ہوں گا، اور جو میرے پاس چل کر آئے گا میں اس کے پاس دوڑ کر آؤں گا۔'' ❶

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ متقیوں، احسان کرنے والوں، صبر کرنے والوں، توبہ کرنے والوں اور پاک وصاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے، بلکہ ان لوگوں سے بھی محبت کرتا ہے جو فرائض ومستحبات کو اس کے حکم کے مطابق ادا کرتے ہیں جیسے کہ ایک حدیثِ قدسی ہے:

''میرا بندہ نوافل کے ذریعے مجھ سے قربت حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے، اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے...... الخ'' ❷

بہت سے خطا کار جنہوں نے عبادت کے معاملہ میں نئی نئی چیزیں پیدا کی ہیں وہ نصاریٰ کی طرح اللہ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اس کی شریعت کی مخالفت کرتے ہیں، وہ دین کے راستے میں محنت نہیں کرتے بلکہ نصاریٰ ہی کی طرح کچھ ایسے متشابہ کلام کو اختیار کرتے ہیں جس سے تقرب حاصل کریں اور ایسی ایسی حکایتیں بیان کرتے ہیں جن کے کہنے والے کا کوئی صحیح پتہ نہیں اور اگر کہنے والا معلوم بھی ہوجائے تو اس کی معصومیت کی کوئی دلیل نہیں۔ (جیسے کہ

❶ بخاری: ۱۳/ ۳۲۵۔ مسلم: ۲۶۷۵۔ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ و بخاری: ۱۳/ ٤۲۷ عن انس رضی اللہ عنہ و مسلم: ۲۶۸۷ عن ابی ذر رضی اللہ عنہ۔

❷ سلسلة الاحادیث الصحیحة: ٤/ ۱۸۳۔ ۱۹۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض اسلامی جماعتیں آج کل اپنے قائدین کے ساتھ کر رہی ہیں) وہ اپنے پیروں کو دین کا شارع بناتے ہیں جیسے کہ نصاریٰ نے اپنے پادریوں کو دین کا شارع بنایا تھا، پھر وہ اپنے خواص کے لیے بندگی کو ضروری نہیں سمجھتے ہیں جیسے کہ نصاریٰ حضرت مسیح علیہ السلام اور اپنے پادریوں کو عبدیت سے بلند تر سمجھتے ہیں اور اللہ کا شریک بناتے تھے۔

دینِ حق وہ ہے جس میں ہر طرح سے اللہ کی بندگی حاصل ہو اور ہر طرح سے اللہ کی محبت حاصل ہو۔ اور جس قدر بندگی کی تکمیل ہوگی، اسی قدر اللہ سے بندے کی محبت کی تکمیل ہوگی اور بندے سے اللہ کی محبت کی تکمیل ہوگی۔ اور جس قدر بندگی میں کمی ہوگی اسی قدر محبت میں کمی ہو گی۔ اور اگر دل میں غیر اللہ کی محبت ہوگی تو دل میں غیر اللہ کی بندگی کا جذبہ پیدا ہوگا۔ ہر وہ محبت جو اللہ کے لیے نہ ہو وہ باطل ہے، اسی لیے ہر وہ عمل جس کا مقصد اللہ کی رضاجوئی نہ ہو تو وہ باطل ہے۔

''دنیا ملعون ہے اور اس کے اندر جو چیز ہے وہ ملعون ہے سوائے اس چیز کے جو اللہ کے لیے ہے۔''[1]

اور اللہ کے لیے وہی چیز ہوگی جسے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پسند کریں یعنی جسے شریعت نے جائز کیا ہو۔ لہٰذا ہر وہ عمل جو غیر اللہ کے لیے کیا جائے، وہ اللہ کے لیے نہیں ہوسکتا، اور اسی طرح ہر وہ عمل جو شریعت کے مطابق نہ ہو وہ اللہ کے لیے نہیں ہوسکتا۔ اللہ کے لیے عمل وہی ہوسکتا ہے جس میں دو وصف موجود ہوں: ایک یہ کہ وہ اللہ کے لیے ہو، دوسرے یہ کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے موافق ہو، اور اسی کا نام واجبات و مستحبات ہے۔

اللہ نے فرمایا ہے:

﴿ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴾ (الکهف: ۱۱۰)

''تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو، اسے چاہیے کہ نیک اعمال

[1] جیسا کہ ترمذی: ۲۳۲۳۔ ابن ماجہ: ۴۱۱۲۔ شرح السنة بغوی: ۴۰۲۸۔ بسند حسن.

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔"

بندہ کے لیے عمل صالح ضروری ہے جسے ہم واجب و مستحب کرتے ہیں، یہ عمل خالص اللہ کے لیے ہونا چاہیے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿بَلٰی ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۱۱۲﴾ (البقرہ : ۱۱۲)

"سنو! جو بھی اپنے آپ کو خلوص کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکا دے اور ہو بھی نیکو کار تو اسے اس کا رب پورا بدلہ دے گا اس پر نہ تو کوئی خوف ہوگا نہ غم اور اداسی۔"

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

"جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس کا ہم نے حکم نہیں دیا تو وہ عمل قابل قبول نہیں۔" [1]

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

"عمل کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر آدمی کے لیے وہی چیز ہے جو اس نے نیت کی، تو جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی خاطر ہے، اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا میں کسی چیز کو پانے کے لیے ہے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لیے ہے تو اس کی ہجرت اسی کی خاطر ہوگی جس کے لیے اس نے ہجرت کی۔" [2]

یہ دین کا بنیادی اصول ہے، اسی کی دعوت اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دی ہے، اور اسی کے لئے رسول علیہم السلام بھیجے گئے، کتب نازل کی گئیں، اسی پر نبی ﷺ نے جہاد کیا، اسی کا حکم فرمایا اور اسی کی ترغیب دلائی حتیٰ کہ اسی کے گرد شریعت کے سارے احکام گھوم رہے ہیں۔ اور

---

[1] بخاری: ۲۶۹۷۔ مسلم:۱۷۱۸۔ ابوداؤد: ٤٦٠٦۔ ابن ماجه: ١٤۔ مسند احمد: ١٤٦/٦۔ مسند الشهاب للقضاعی: ۳۵۹۔

[2] بخاری: ۱۔ مسلم: ۱۹۰۷۔ دیکھیے، الحطبة فی ذکر الصحاح السنة، علامه نواب صدیق حسن خان۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شرک جو نفسوں پر غالب ہے، وہ ایک حدیث کی رو سے:

''اس امت میں چیونٹی کے رینگنے سے بھی زیادہ پوشیدہ طور پر داخل ہوتا ہے۔'' ❶

یہ حدیث متعدد ایسی اسناد سے مروی ہے جو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر تقویت اختیار کر جاتی ہیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم شرک سے کیسے نجات پائیں گے جبکہ وہ چیونٹی کے رینگنے سے بھی زیادہ خفیہ طور پر اس امت کے اندر داخل ہوتا ہے، تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں تمہیں کچھ ایسے کلمات سکھاتا ہوں کہ اگر تم وہ پڑھتے رہو گے تو کھلے اور چھپے شرک سے نجات پا جاؤ گے، تم کہو:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ، وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ)) ❷

''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ میں تیرے ساتھ جان بوجھ کر کسی کو شریک ٹھہراؤں اور تجھ سے بخشش طلب کرتا ہوں، اس شرک سے جس کو میں نہیں جانتا۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی دعا میں یہ کہا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ عَمَلِیْ كُلَّهٗ صَالِحًا وَاجْعَلْهُ لِوَجْهِكَ خَالِصًا وَلَا تَجْعَلْ لِاَحَدٍ فِیْهِ شَیْئًا))

''اے اللہ! میرے سارے اعمال کو صالح بنا اور خالص اپنی خوشنودی کے لیے بنا اور ان میں سے کسی کے لیے کچھ نہ بنا (یعنی کسی کو شریک نہ بنا)۔''

بندے کے نفس پر اکثر پوشیدہ خواہشات غالب آ جاتی ہیں جو اس کی بندگی اور محبت کو

---

❶ مسند ابو یعلی: ٥٨۔ عمل الیوم واللیلة ابن سنی: ٢٨١ عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ۔ مسند احمد: ٤/ ٤٠٣ عن ابی موسی رضی اللہ عنہ۔ مستدرك حاكم: ٢/ ٢٩١ عن عائشه رضی اللہ عنہا۔ حلیة الاولیاء ابو نعیم عن ابن عباس رضی اللہ عنہما۔

❷ حوالہ جات سابقہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فاسد کردیتی ہیں جیسے کہ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ نے کہا:

''اے عرب کے بقایا! میں تم پر سب سے زیادہ ریاء اور پوشیدہ خواہشات سے ڈرتا ہوں'' ❶

ابوداؤد سجستانی سے پوچھا گیا کہ پوشیدہ خواہش کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا:

''سرداری کی خواہش''۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر دو بھوکے بھیڑیئے بکریوں کے باڑھے میں چھوڑ دیئے جائیں تو وہ اتنا نقصان نہیں پہنچائیں گے جتنا کہ آدمی کے دین کو مال وشرف کا لالچ نقصان پہونچانے والا ہے۔'' ❷

جس کا دین اللہ کے لیے خالص ہوگا، اس کے دل میں کسی چیز کا مطمع نہیں ہوگا بلکہ اس کے دل میں خالص اللہ کی محبت ہوگی اور اللہ تعالیٰ ایسے مخلص بندے سے بری چیزوں کو ہٹالے گا، جیسے کہ فرمان الٰہی ہے:

﴿ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ۭ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ۝ ﴾

(یوسف : ۲٤)

''یوں ہی ہوا اس واسطے کہ ہم اس سے برائی اور بے حیائی دور کریں بے شک وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھا۔''

ایسا مخلص بندہ اللہ کی فرمانبرداری اور اس سے محبت کی مٹھاس پاتا ہے اور دنیا کی کوئی نعمت ایمان سے زیادہ لذیذ اس کے نزدیک نہیں ہوتی، اس کا دل اللہ کی یاد میں برابر لگا رہتا

---

❶ اسی معنیٰ کی ایک صحیح حدیث بھی ہے، دیکھیں: الزهد للبيهقی، ص ۳۱۹، الکامل لابن عدی: ٤/ ۱۵۲۹، الحلیة : ۷/ ۱۲۲ تاريخ واسط لبحشل، ص ۲۲۰۔

❷ مسند احمد: ۳ /٤٥٦۔ ترمذی: ۲٤۸۲۔ صحیح ابن حبان: ۲٤۷۲۔ دارمی: ۲۷۳۳۔ معجم طبرانی کبیر: ۱۹ /۸۸.

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

ہے، وہ اللہ کی ذات سے خائف بھی رہتا ہے، اور امید بھی لگائے رہتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ ﴾ (ق : ۳۳)

''جو رحمن کا غائبانہ خوف رکھتا ہے اور توجہ والا دل لایا ہے۔''

اور ایک جگہ فرمایا:

﴿أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۚ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ﴾

(الاسراء : ۵۷)

''جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ وہ ان میں سے کوئی زیادہ نزدیک ہو جائے، وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے اور اس کے عذاب سے خوف زدہ رہتے ہیں (بات بھی یہی ہے) کہ تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہی ہے۔''

اور جب بندہ اللہ کے لیے مخلص ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو منتخب کر لیتا ہے، اس کا دل اپنی طرف لگا لیتا ہے، اس سے برائیوں اور فحش کاموں کو پھیر دیتا ہے، اور اگر بندہ اللہ کے لیے مخلص نہ ہو تو اس کے دل میں مختلف قسم کی چاہت و محبت ہوتی ہے، وہ اپنی خواہشات کی پیروی کرنے لگتا ہے۔ اس کی مثال اس شاخ کی مانند ہے جس کو بادِ نسیم جس طرف چاہے جھکائے ،پس وہ کبھی تصویروں میں اپنا دل لگا لیتا ہے، کبھی سرداری اور جاہ و منصب کے پیچھے پڑ جاتا ہے، کسی معمولی بات سے خوش ہو جاتا ہے جو اس کی تعریف کرتا ہے خواہ وہ غلط تعریف ہی کیوں نہ ہو۔ اور اس شخص سے دشمنی کرنے لگتا ہے، جو اس کی مذمت کرتا ہے خواہ مذمت درست ہی کیوں نہ ہو۔ اور کبھی وہ درہم و دینار اور دوسروں چیزوں کا بندہ بن جاتا ہے اور اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا لیتا ہے اور اپنی خواہشات کے پیچھے بغیر اللہ کی ہدایت کے دوڑتا پھرتا ہے، اور جو شخص اپنے آپ کو اللہ کا خالص بندہ نہ بنائے، اپنے دل کو اسی وحدہ لاشریک کا تابع دار نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بنائے، اپنے دل میں صرف اسی کی محبت نہ جگائے، تو اس کے دل پر شیطان کا غلبہ ہو جاتا ہے اور وہ ساری چیزوں کا غلام بن جاتا ہے اور وہ حقیقت میں گمراہ ہے اور شیطان کا بھائی ہے، اس کے دل میں برائیاں اور فحش کام گھر بنا لیتے ہیں۔ دل کا اللہ کے لیے یکسو ہونا ضروری ہے اور اگر دل اللہ کے لیے یکسو نہیں ہے تو وہ مشرک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ط فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ط لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ط ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۳۱﴾ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ط كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾ ﴾

(الروم : ۳۰۔۳۲)

”آپ یکسو ہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کر دیں، اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے بنائے کو بدلنا نہیں، یہی سیدھا دین ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے، (لوگو) اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو کر اس سے ڈرتے رہو اور نماز کو قائم رکھو اور مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ۔ ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود بھی گروہ گروہ ہو گئے۔ ہر گروہ اس چیز میں جو اس کے پاس ہے مگن و خوش ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کو اس مخلص جماعت کا امام بنایا جیسے کہ فرعون اور آل فرعون کو اپنی خواہشات کی پیروی کرنے والے مشرکین کا امام بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ ط وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً ط وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ﴿۷۲﴾ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ ﴾ (الانبیاء : ۷۲۔۷۳)

”اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق عطا کیے اور مستزاد برآں یعقوب، اور سب کو نیک

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بخت کیا اوران سب کو پیشوا بنایا، وہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے۔ اور ان کو نیک کام کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے کا حکم بھی دیتے تھے اور وہ ہماری عبادت کیا کرتے تھے۔"

اور فرعون اور اس کی قوم کے بارے میں فرمایا:

﴿وَ جَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَا یُنْصَرُوْنَ ۝ وَ اَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً ۚ وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ ۝﴾

(القصص: ٤١_٤٢)

"اور ہم نے ان کو ایسے امام بنا دیا کہ لوگوں کو جہنم کی طرف بلائیں اور روزِ قیامت مطلق مدد نہ کیے جائیں گے۔ اور ہم نے اس دنیا میں بھی ان کے پیچھے اپنی لعنت لگا دی ہے اور قیامت کے دن بھی وہ بدحال لوگوں میں سے ہوں گے۔"

اسی لیے فرعون کے متبعین اللہ جو چیز پسند کرتا ہے اور جو اس نے تقدیر میں لکھ رکھا ہے، اس کے درمیان تمیز نہیں کرتے، بلکہ مطلق مشیّت کی طرف دیکھتے ہیں، اور خالق اور مخلوق کے درمیان تمیز نہیں کرتے بلکہ خالق کا وجود مخلوق کا وجود مانتے ہیں اور مخلوق کا وجود خالق کا وجود مانتے ہیں۔

صوفیاء کے محققین ❶ کہتے ہیں کہ شریعت میں اطاعت اور معصیت ہے اور حقیقت میں معصیت ہے اطاعت نہیں اور تحقیق میں نہ اطاعت ہے نہ معصیت۔

یہ تحقیق دراصل فرعون اور اس کی قوم کی تحقیق ہے، جنہوں نے خالق کا انکار کیا اور اللہ کے بندے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ کے بات کرنے کا انکار کیا اور ان کی شریعت و رسالت کو ٹھکرایا۔

❶ ان کی خرافات وانحرافات اور بے راہ روی وضلالات کے محققین۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسری فصل:

خالق اور مخلوق کے مابین فرق

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم اور انبیاء ومومنین، خالق اور مخلوق کے مابین فرق کو اچھی طرح سے جانتے ہیں اور اطاعت ومعصیت کے مابین فرق کرتے ہیں۔ بندہ اس فرق کو جتنا زیادہ سمجھے گا، اتنا ہی وہ اللہ سے محبت وفرمانبرداری کرے گا اور غیر اللہ سے اعراض کرے گا۔ اور یہ گمراہ لوگ مشرکین کی طرح اللہ اور اس کی مخلوق کے مابین برابری کرتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

﴿قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۝ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ۝ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ (الشعراء : ۷۵-۷۷)

''کچھ خبر بھی ہے جنہیں تم پوج رہے ہو، تم اور تمہارے اگلے باپ دادا، وہ سب میرے دشمن ہیں، بجز سچے اللہ کے جو کہ تمام جہان کا پالنہار ہے۔''

فنا کی اقسام:

یہ لوگ نصاریٰ کی طرح اپنے مشائخ کی متشابہ ومبہم باتوں کو مانتے ہیں۔ جیسا کہ لفظ فنا ہے، اس کی تین قسمیں ہیں:

ایک انبیاء اور اولیاء کے لیے۔

دوسرے اولیاء وصالحین کے لیے۔

تیسرے منافقین وملحدین کے لیے۔

(۱):......پہلی قسم کا مطلب ہے کہ اللہ کے علاوہ دوسروں کا خیال دل سے نکال دینا، یعنی محبت اللہ ہی کے لیے ہو، عبادت اس کی کی جائے، بھروسہ اسی پر کیا جائے، اور غیر اللہ سے نہ مانگا جائے۔ چنانچہ شیخ بایزید بسطامی کے اس قول: (اُرِیْدُ اَنْ لَّآ اُرِیْدُ اِلَّا مَا یَرِیْدُ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''میں چاہتا ہوں کہ میں کسی چیز کا ارادہ کروں مگر جو وہ ارادہ کرے۔'' کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی جو مرضی اور خوشنودی ہے وہی میں بھی چاہوں۔ اور یہ کمال عبدیت کی دلیل ہے کہ بندہ وہی چیز پسند کرے جسے اللہ پسند کرتا ہے اور وہی کام کرے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے اور اسی سے محبت رکھے جس سے اللہ محبت رکھتا ہے، جیسے فرشتے، انبیاء وصالحین وغیرہ۔ قرآنِ کریم کی آیت:

﴿ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝ ﴾ (الشعراء : ۸۹)

''لیکن جو اللہ تعالیٰ کے سامنے بے عیب دل لے کر آئے۔''

کا مفہوم یہ لوگ یہی لیتے ہیں۔ یہاں قلبِ سلیم سے مراد وہ دل ہے، جو شرک سے پاک ہو، غیر اللہ کی محبت سے پاک ہو، غیر اللہ کی چاہت سے پاک ہو، چنانچہ اس مفہوم کو فنا کا نام دیا جائے یا نہ دیا جائے وہ دین کے عین مطابق ہے، بلکہ اسلام اول وآخر اور دین کا ظاہر وباطن ہے۔

(۲):...... فناء کی دوسری قسم کا مطلب ہے کہ بندہ صرف اللہ ہی کی طرف توجہ کیے بیٹھا رہے اور اس کے علاوہ کسی کو نہ دیکھے، کسی کو دل میں نہ لائے، کسی کی طرف توجہ نہ کرے، کسی شخص کی موجودگی کا احساس نہ کرے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے بارے میں ارشادِ الٰہی ہے:

﴿ وَ اَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْ لَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾ (القصص : ۱۰)

''موسیٰ کی والدہ کا دل بے قرار ہوگیا، قریب تھیں کہ اس واقعہ کو بالکل ظاہر کردیتیں اگر ان کے دل کو ڈھارس نہ دے دیتے یہ اس لیے کہ وہ یقین کرنے والوں میں رہے''۔

اس آیت میں ''فارغ'' کا معنیٰ ہے:

ہر چیز سے فارغ سوائے موسیٰ (علیہ السلام) کی یاد کے۔ یکسوئی وتوجہ سے بڑھ کر یہ کہ وہ اللہ کی عبادت وذکر میں اس طرح غرق ہوجائے کہ اسے اپنے وجود وشہود کا بھی احساس نہ ہو۔

اسی مقام پر پہنچنے کے بعد بہت سے صوفیاء گمراہ ہوئے ہیں اور اتحاد کا عقیدہ سامنے آیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے، یعنی محب اور محبوب کا اس طرح متحدہ ہو جانا کہ ان دونوں کے وجود میں کوئی فرق نہ باقی رہ جائے۔ جب کہ یہ سراسر باطل نظریہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کے ساتھ متحد نہیں ہے، بلکہ دو عام چیزیں بھی ایک دوسرے کے ساتھ متحد اسی وقت ہو سکتی ہیں جب ان کی حقیقت بالکل مسخ ہو جائے اور ایک دوسرے کے اندر پوری طرح تحلیل ہو جائیں، پھر ان کے اتحاد سے ایک تیسری چیز بھی سامنے آئے گی جو ان دونوں کی حقیقت سے مختلف ہو گی جیسے، پانی اور دودھ، شراب اور پانی وغیرہ۔ البتہ محبت اور دشمنی، پسندیدگی اور ناپسندیدگی، غصہ اور ناراضگی میں دونوں متفق ہو سکتے ہیں، یعنی جو چیز اللہ کو ناپسند ہو وہ بندے کو بھی ناپسند ہو، جو اللہ کو پسند ہو، وہ بندے کو بھی پسند ہو، جس سے اللہ دوستی کرے، اس سے بندہ بھی دوستی کرے اور جس سے اللہ دشمنی کرے اس سے بندہ بھی دشمنی کرے۔

صوفیاء کے اس فناء کے عقیدے کو انبیاء کرام علیہم السلام تو دور کی بات ہے، حضرت ابو بکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما اور دیگر کبار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اختیار نہیں کیا تھا جب کہ ان کا ایمان سب سے زیادہ کامل تھا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اللہ کی محبت میں غرق ہو کر کبھی مدہوش نہیں ہوئے، کبھی ان پر جنونی کیفیت طاری نہیں ہوئی، کبھی انہوں نے اپنی عقل وحواس کو نہیں کھویا۔ اس عقیدہ کی شروعات بصرہ کے بعض صوفیاء سے ہوئی جیسے کہ ابوجہیر الضریر اور قاضی بصرہ زرارہ بن اوفیٰ وغیرہ، ان میں سے بعض پر قرآن سننے کے وقت غشی طاری ہو جاتی اور بعض کا انتقال ہو گیا۔

پھر صوفیاء کی ایک جماعت اس عقیدہ فنا میں اس قدر کھو گئی کہ انہوں نے خیر وشر میں تمیز کرنا چھوڑ دیا اور مدہوش ہو کر غلط قسم کی باتیں کرنے لگے، جیسے کہ بایزید، ابوالحسین نوری اور ابو بکر شبلی وغیرہ۔

صوفیاء میں سلیمان درانی، معروف کرخی، فضیل بن عیاض اور جنید بھی ہیں، لیکن انہوں نے اپنے ہوش وحواس کو نہیں کھویا اور اس میں فناء میں نہیں پڑے۔ بلکہ حقیقت میں جو اہلِ کمال ہیں ان کے دل میں اللہ کی محبت کے علاوہ کسی دوسرے کی محبت نہیں رہتی ہے، وہ اپنے علم اور ہوش وحواس کو برقرار رکھتے ہیں تاکہ معاملات میں تمیز کر سکیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ مخلوق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ کے حکم ہی سے قائم ہے اور اللہ کی مشیت ہی سے دنیا کی ساری چیزیں چل رہی ہیں، وہ اپنے مشاہدات کے ذریعے تذکرہ وتبصرہ کرتے ہیں، اورصرف دینِ خالص اورتوحید کی دعوت دیتے ہیں۔

اسی حقیقت کی طرف قرآن نے بھی دعوت دی ہے، اور اہلِ ایمان اور اہلِ عرفان جن کے پیشوا ہمارے رسول ﷺ ہیں نے بھی اسی کی ترویج واشاعت کی ہے۔

(۳):......فناء کی تیسری قسم عقیدہ وحدہ الوجود ہے۔اس سے صوفیوں کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی موجود نہیں اور خالق کا وجود ہی مخلوق کا وجود ہے لہٰذا رب اور بندے کے مابین کوئی فرق نہیں، یہ انتہائی گمراہ اور ملحد لوگ ہیں، انہوں نے عقیدۂ حلول اور اتحاد کو پیش کیا ہے۔(جس کے مطابق اللہ تعالیٰ جسموں میں حلول کر جاتا ہے اور انسانی اجسام الوہیت میں تبدیل ہوجاتے ہیں۔رب اور بندہ میں کوئی تمیز نہیں رہتی)۔

اور جو صالح مشائخ ہیں ان کا اِن اقوال سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ مشائخ جب یہ کہتے ہیں کہ میں اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھتا ہوں یا اللہ کے علاوہ کسی کی طرف نہیں دیکھتا ہوں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ کے علاوہ میں کوئی دوسرا رب نہیں دیکھتا ہوں، اور اس کے علاوہ کوئی خالق، مدبر اور معبود نہیں دیکھتا ہوں ،اور اس کے علاوہ کسی کی طرف محبت وخوف یا امید سے نہیں دیکھتا ہوں کیونکہ جو شخص کسی سے محبت رکھے گا یا اس سے امید رکھے گا یا اس سے ڈرے گا تو اس کی توجہ ہمیشہ اسی کی طرف رہے گی اور اگر اس سے محبت نہ رکھتا ہو، کوئی امید نہ رکھتا ہو اور نہ ہی اس سے ڈرتا ہو، اور نہ ہی اس سے بغض رکھتا ہو تو دل اس کی طرف متوجہ نہیں رہے گا بلکہ اس کی طرف دیکھنا ایک سرسری دیکھنا ہوگا جیسے کہ کوئی آدمی دیوار دیکھے اور دل میں اس کے لیے کوئی لگاؤ نہ ہو۔

صالح مشائخ اپنے کلام کے ذریعے توحید اور اخلاص مراد لیتے ہیں، وہ اللہ ہی کی خاطر محبت کرتے ہیں، اللہ ہی کی خاطر دشمنی کرتے ہیں، وہ اللہ ہی سے امید رکھتے ہیں، اسی سے خوف کھاتے ہیں، اور جو فنا فی الوجود کی باتیں کرتے ہیں، وہ آلِ فرعون کے طریقے پر ہیں جیسے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ قرامطہ۔ اللہ کے نیک بندے جس فنا کی باتیں کرتے ہیں، وہ فناء محمود ہے اور صالح مشائخ کے کہنے کا مقصد ہرگز یہ نہ ہوتا کہ جو چیز مخلوقات میں وہ دیکھتے ہیں وہ آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے، ایسی گمراہ کن بات کوئی ملحد وجنونی ہی کرے گا۔ تمام علماء سلف اور مشائخِ عظام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوقات سے بالکل جدا ہے۔ اللہ کی ذات میں سے کوئی بھی چیز مخلوق کے اندر نہیں پائی جاتی اور نہ ہی مخلوق کی کوئی چیز اللہ کی ذات میں پائی جاتی ہے۔ اور یہ کہ قدیم کو حادث سے جدا کرنا اور خالق کو مخلوق سے علیحدہ کرنا ضروری ہیں۔

ان صوفیاء میں سے بعض لوگ مخلوق کے وجود کو خالق کا وجود کہتے ہیں جیسے کہ سورج کی کرنوں کو بعینہٖ سورج کہا جائے۔

ان صوفیاء میں سے بعض فرق اور جمع کی باتیں کرتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ جب مخلوقات میں کثرت وتعدد دیکھتا ہے، تو اس کا دل مختلف ومتعدد چیزوں میں لگ جاتا ہے لیکن جب وہ جمع کی طرف منتقل ہوجاتا ہے تو اسے یکسوئی حاصل ہوجاتی ہے، اور اس کا دل صرف اللہ کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے، وہ صرف اللہ سے محبت کرنے لگتا ہے، اسی سے خوف کھاتا ہے، اور اسی سے امید کرتا ہے، اسی سے مدد طلب کرتا ہے، اور صرف اسی کی عبادت کرتا ہے، وہ اس حالت میں کبھی مخلوق کی طرف دیکھ نہیں پاتا کہ خالق اور مخلوق کے درمیان فرق کر سکے، بلکہ اپنی پوری توجہ اللہ کی ذات پر مبذول کردیتا ہے اور مخلوق کو قصداً دیکھ کر بھی نظر انداز کردیتا ہے۔ یہ چیز فناء کی دوسری قسم میں شمار ہوتی ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات پر پوری توجہ دینے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ خالق اور مخلوق کے درمیان تمیز کی جائے اور اللہ کو ہر چیز کا خالق و مالک مانا جائے، یہ گواہی دی جائے کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اور مخلوق صرف اس کے حکم سے قائم ہے۔ یہی مشاہدہ وعرفان درحقیقت صحیح معرفتِ الٰہی ہے اور یہی اللہ کی الوہیت وربوبیت پر ایمان ہے۔ جس کے بعد آدمی مومن وموحد بنتا ہے۔

حدیث میں ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''سب سے افضل ذکر ''لا الہ الا اللہ'' ہے اور سب سے افضل دعا ''الحمد للہ'' ہے۔''[1]

موطا وغیرہ میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''سب سے افضل ذکر جس کو میں نے اور مجھ سے پہلے نبیوں نے کیا ہے، وہ:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٍ))

''اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، ساری بادشاہی اور تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔''[2]

غیر مشروع صوفیانہ ذکر:

اور جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ عام لوگوں کا ذکر ہے اور خاص لوگوں کا ذکر صرف ''اللہ، اللہ، اللہ'' کہنا ہے اور خاص لوگوں میں سے خاص خاص کا ذکر اسم مضمر ہے (هُوْ هُوْ هَا هَا)، وہ گمراہ لوگ ہیں۔

بعض لوگ اپنے اس قول کی دلیل قرآنِ کریم کی اس آیت کو بناتے ہیں:

﴿قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ﴾ (الانعام : ۹۱)

''آپ کہہ دیجئے کہ اللہ (نے نازل فرمایا) ہے، پھر ان کو ان کے خرافات میں کھیلتے رہنے دیجئے۔''

لیکن یہ دلیل غلط ہے، کیونکہ اللہ کا نام یہاں اس سے پہلے مذکور لفظِ استفہام کے جواب میں آیا ہے، اس سے پہلے استفہام یہ ہے:

﴿قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّ هُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ

---

[1] ترمذی:۳۳۸۳۔ ابن ماجہ: ۳۸۰۰۔ ابن حبان:۸۴۶۔ مستدرك حاکم : ۱/ ۴۹۸۔ شرح السنہ بغوی:۱۲۶۹۔ الصحیحہ:۱۴۹۷۔

[2] مؤطا امام مالك :۱ /۲۴۶۔۴۲۲۔ سنن کبری بیھقی: ۴/ ۲۸۴، ۵ /۱۱۷۔ صحیح ابن خزیمہ:۲۸۴۱۔ مسند احمد:۶۹۶۱۔ الصحیحہ:۱۵۰۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَ تُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ج وَ عُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَ لَآ اٰبَآؤُكُمْ ط قُلِ اللّٰهُ لا ﴾ (الانعام : ۹۱)

''آپ کہہ دیجئے کہ وہ کتاب کس نے نازل کی ہے؟ جس کو موسیٰ لائے تھے، جس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ نور ہے اور لوگوں کے لیے ہدایت ہے، جس کو تم نے ان متفرق اوراق میں رکھ چھوڑا ہے، ان کو ظاہر کرتے ہو اور بہت سی باتوں کو چھپاتے ہو، اور تم کو بہت سی ایسی باتیں بتائی گئی ہیں جن کو تم نہ جانتے تھے اور نہ تمہارے بڑے، آپ کہہ دیجئے کہ اللہ نے نازل فرمایا ہے۔''

یہاں لفظ اللہ مبتداء ہے، اور اس کی خبر جملہ استفہامیہ ہے جیسے کہ کہا جائے: ''مَنْ جَارُهٗ ''اس کا پڑوسی کون ہے؟'' تو اس کے جواب میں کہا جائے، زید۔ البتہ اگر اللہ کا ذکر اسم مفرد سے کیا جائے، چاہے وہ ظاہر ہو یا مضمر تو وہ کلامِ تام نہیں اور نہ ہی جملہ مفید ہے، اور یہ بھی یاد رکھا جائے کہ مذکورہ آیت اُس کے جواب میں نازل ہوئی ہے جس نے کہا:

﴿مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ط﴾ (الانعام : ۹۱)

''اللہ نے کسی بشر پر کوئی چیز نازل نہیں کی۔''

تو اس کا رد یہ نازل ہوا کہ موسیٰ علیہ السلام پر کتاب نازل ہوئی تھی جو کہ اللہ کی طرف سے تھی، اور اس ادھورے سے ذکر کا تعلق نہ ایمان سے ہے نہ کفر سے، اور نہ ہی امر سے ہے اور نہ نہی سے اور نہ سلفِ صالحین میں کسی نے یہ بات کہی ہے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مشروع کیا ہے اور نہ ہی دل کو اس سے اطمینان ہوتا ہے اور نہ ہی پوری معرفت حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی اس پر نفی اور اثبات کا حکم لگایا جا سکتا ہے۔

بہت سے صوفیاء جو صرف لفظ اللہ کا ذکر کرتے رہے ہیں، وہ کفر و الحاد اور حلول و اتحاد کے عقیدۂ فاسدہ میں مبتلا ہو گئے۔

بعض صوفیاء نے یہ بات کہی ہے کہ مجھے ڈر ہے کہ میں نفی اور اثبات کے درمیان مروں گا، اس قسم کا قول باطل اور غلط ہے، اس کی اقتداء نہیں کی جا سکتی، کیونکہ اس حال میں بندہ مرا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

تو اسی بات پر مرا جس کی اس نے نیت کی، کیونکہ عمل کا دارومدار نیت پر ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

''مرنے والے کو ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' کہنے کے تلقین کرو۔''❶

اور فرمایا ہے:

''جس کا آخری کلام ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔''❷

اس لیے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه'' کہنے کے درمیان ہی اگر کسی کی موت ہوگئی تو اس میں کوئی حرج نہیں اور نہ ہی وہ غیر محمود موت کہلائے گی، اگر ایسی بات ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اسے کہنے کی تلقین نہ کرتے، بلکہ صرف لفظِ مفرد یعنی اللہ کہنے کے تلقین کرتے۔ اور اسمِ ضمیر سے اللہ کو یاد کرنا سنت کے خلاف ہے، اور بدعت ہے، یعنی ''ھُوْ یا ھُوْ'' ھُوْھُوْ'' وغیرہ کہنا۔

فصوص الحکم کے مصنف ابن عربی نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ''الھو'' رکھا ہے۔❸

بعض لوگ قرآن کریم کی اس آیتِ کریمہ:

﴿وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُۥٓ إِلَّا ٱللَّهُ﴾ (آل عمران : ۷)

''حالانکہ ان کی حقیقی مراد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔''

سے لفظ ''ھُوْ'' پر استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہاں مراد اسم ''ھُوْ'' ہے جس کی تاویل اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے، یہ قول بالکل باطل ہے۔ اگر ایسی بات ہوتی تو لفظِ ''ھُوْ'' کو منفصل طور پر بیان کیا جاتا اور آیتِ کریمہ اس طرح ہوتی:

''وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَ هو''

قرآنِ کریم میں جہاں کہیں بھی اس قسم کی آیتیں آئی ہیں، جن میں کہا گیا ہے کہ اپنے

---

❶ صحيح مسلم:۹۱۷.

❷ ابو داؤد: ۳۱۱۶۔ مستدرك حاكم : ۱/ ۳۵۱۔ مسند احمد : ۵/ ۲۳۳۔ معجم طبراني كبير : ۲۰/ ۱۱۲، ۲۲۱ عن معاذ بسند حسن.

❸ ایسے ہی اَنَ الْحَقّ کا ملحدانہ و کافرانہ نعرہ لگانے والے منصور الحلاج نے بھی ایک کتاب لکھی ہے جس کا ذکر علامہ ذہبی نے کیا ہے۔ (دیکھئے: سير اعلام النبلاء : ۴۱/ ۳۵۳).

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رب کا نام لو یا اس کی تسبیح بیان کرو جیسے کہ:

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝٨﴾ (المزمل : ٨)

''اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کر اور تمام خلائق سے کٹ کر اس کی طرف متوجہ ہو جا۔''

دوسری جگہ ہے:

﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۝١﴾ (الاعلیٰ : ١)

''اپنے بہت ہی بلند اللہ کے نام کی پاکیزگی بیان کر۔''

اسی طرح ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ ۝١٤ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ۝١٥﴾ (اعلیٰ : ١٤۔١٥)

''بے شک اس نے فلاح پالی جو پاک ہو گیا اور جس نے اپنے رب کا نام یاد رکھا اور نماز پڑھتا رہا۔''

ایک جگہ ہے:

﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۝٧٤﴾ (الواقعه : ٧٤)

''پس تو اپنے عظیم الشان پروردگار کی تسبیح بیان کر۔''

ان آیات میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ اللہ کا ذکر صرف لفظِ مفرد (اللہ) کے ساتھ کرو بلکہ حدیث میں ہے کہ جب یہ آیتِ کریمہ:﴿فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۝٧٤﴾(الواقعه:٧٤) نازل ہوئی، تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اسے اپنے رکوع میں کرلو، اور جب یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۝١﴾ (الاعلیٰ : ١)

تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اسے تم اپنے سجدہ میں کرلو۔''[1]

چنانچہ آپ ﷺ نے تعلیم دی کہ رکوع میں ''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ'' کہا جائے اور

---

[1] صحیح مسلم:٧٧٢ عن حذیفه رضی الله عنه وعن غیره فی کتب السنن۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

سجدہ میں "سُبْحَانَ رَبِّیْ الْاَعْلیٰ" کہا جائے اور یہی جملہ تامہ ومفیدہ ہے جس سے بات واضح ہوجاتی ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"قرآن کے بعد سب سے افضل کلام چار ہیں (اور وہ بھی قرآن ہی میں سے ہیں) جو یہ ہیں:

((سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ)) ❶

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"دو کلمے زبان پر ہلکے ہیں لیکن میزان میں بھاری ہیں اور اللہ کو پسند ہیں، وہ یہ ہیں:

((سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ)) ❷

بخاری ومسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو شخص سو مرتبہ ایک دن میں "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلَی کُلِّ شَیْ ءٍ قَدِیْرٌ" پڑھے تو شرِ شیطانی سے صبح سے شام تک محفوظ رہتا ہے۔ اور اس کے عمل سے بڑھ کر کسی کا عمل افضل نہیں ہوتا الا یہ کہ اسی کے مثل اس سے بڑھ کر کوئی یہ کلمات کہے۔ اور جس نے دن میں سو مرتبہ "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ" کہا تو اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں چاہے سمندر کے جھاگ کے

❶ صحیح بخاری: ١١ /٥٦٦ تعلیقاً۔ مسلم: ٢١٣٧۔ ابن ماجہ:٣٨١١۔ مسند احمد:٥/ ١٠۔ صحیح ابن حبان: ٨٣٥۔ معجم طبرانی کبیر: ٦٧٩١ عن سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ۔ تاہم ان سب میں آخری جملہ (اور وہ بھی قرآن ہی میں سے ہیں) مذکور نہیں ہے۔

❷ بخاری: ٦٤٠٦۔ مسلم:٢٦٩٤۔ ترمذی: ٣٤٦٧۔ ابن ماجہ: ٣٨٠٦۔ ابن حبان: ٨٣١۔ مصنف ابن ابی شیبہ: ١٠ /٢٨٨۔ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

برابر ہی کیوں نہ ہوں۔"❶

موطاء میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

"سب سے افضل کلمات جن کو میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاء نے کہا ہے وہ یہ ہیں:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ))❷

سنن ابن ماجہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"سب سے افضل ذکر "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" ہے اور سب سے افضل دعا "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" ہے۔"❸

قرآن کریم میں ہے:

﴿وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾ (الانعام: ۱۲۱)

"اور ایسے جانوروں میں سے مت کھاؤ جن پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔"

دوسری جگہ ہے:

﴿فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ﴾ (المائدہ: ٤)

"پس جس شکار کو وہ تمہارے لیے پکڑ کر روک رکھیں تو تم اس سے کھا لو اور اس پر اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کر لیا کرو۔"

یہاں اللہ کا نام لینے سے مراد ذبح کرنے کا حکم ہے، اور یہ جملہ تاملہ ہے خواہ جملہ اسمیہ مانا جائے یا جملہ فعلیہ۔

---

❶ بخاری: ۱۱/ ۱٦٨، مسلم: ٢٦٩١، ترمذی: ٣٤٦٤، مؤطا امام مالك: ١/ ٢٠٩۔

❷ موطا امام مالك: ١/ ٤٢٢۔ ترمذی: ٣٥٨٥۔ مسند احمد: ٤٦٦١۔ الصحیحه: ١٥٠٣، سنن الکبریٰ بیهقی: ٤/ ٢٨٤۔ صحیح ابن خزیمه: ٢٨٤١۔

❸ ترمذی: ٣٣٨٣۔ ابن ماجه: ٣٨٠٠۔ ابن حبان: ١١/ ٤٩٨۔ مستدرك حاكم: ١/ ٤٩٨ شرح السنه بغوی: ١٢٦٩۔ الصحیحه: ١٤٩٧۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آدمی ذبح کرنے کے وقت جب بسم اللہ کہتا ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے: میں اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں۔ اسی طرح پڑھنے کے وقت جب بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اللہ کے نام سے پڑھتا ہوں۔ کچھ لوگ اس کے اندر اِبْتَدَائِیْ یا اِبْتَدَاْتُ کو پوشیدہ مانتے ہیں، جس کا مطلب ہے:

''میں اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔''

اسی طرح احادیث میں بھی بسم اللہ کہنے کا حکم دیا گیا ہے، نہ کہ صرف اللہ کہنے کا۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے سوتیلے بیٹے عمران بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''اے لڑکے! تم بسم اللہ کہو اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور جو تم سے قریب ہو وہ کھاؤ۔'' [1]

اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم سے فرمایا:

''جب تم اپنے سکھائے ہوئے کتے کو شکار کے لیے بھیجو اور بسم اللہ کہہ لیا کرو تو وہ شکار کھا سکتے ہو۔'' [2]

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہونے کے وقت اور نکلنے کے وقت اور کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھتا ہے تو شیطان اپنے آپ سے کہتا ہے کہ اب تمہارے

---

[1] بخاری : ۱۰/ ۱۷۔ مسلم : ۲۰۲۲۔ ترمذی: ۹۱۸۔ ابن السنی : ۳۵۶۔ ابن ماجہ : ۳۲۶۷۔ دارمی : ۲/ ۱۰۰۔ بیہقی: ۷/ ۲۷۷۔ مسند احمد : ٤/ ۲٦ عن عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ۔

[2] بخاری : ۹/ ٦۰۹۔ مسلم:۱۹۲۹۔ ابو داؤد : ۲۸٤۸۔ نسائی : ۷/ ۸۳۔ ابن ماجہ: ۲۳۱۳۔ بیہقی: ۹/ ۲۳۹۔ مسند احمد : ٤/ ۲۵۸۔ عن عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ ''

www.KitaboSunnat.com

لیے رات گزارنے کی جگہ نہیں اور نہ شام کا کھانا ہے۔"❶

اسی طرح نماز میں، اذان میں، حج میں اور عیدوں میں، جو اللہ کا ذکر کرنے کا حکم دیا گیا ہے، وہاں بھی جملہ تامہ ہی ہے جیسے کہ مؤذن کہتا ہے:

((اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، أَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ))

اور نمازی کہتا ہے:

((اَللّٰهُ اَكْبَرُ، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمُ، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى، سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ۔ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ......))

اور حج اور تلبیہ کہنے والا کہتا ہے:

((لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ))

غرضیکہ شریعت نے جس ذکر کو بھی مشروع کیا ہے، وہ کلامِ تام ہی ہے نہ کہ کلامِ ناقص یا اسم مفرد خواہ وہ ظاہر ہو یا ضمیر ہو۔ کلامِ تام ہی کو دراصل کلمہ کہتے ہیں، جیسے کہ حدیث میں ہے:

((كَلِمَتَانِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمُ))❷

یہاں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، کو ایک کلمہ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ، کو دوسرا کلمہ کہا گیا ہے۔ جو جملہ تام ہے نہ کہ اسمِ فرد)

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

❶ مسلم : ٢٠١٨۔ ابوداؤد : ٣٧٦٥۔ ابن ماجه : ٣٨٨٧۔ الادب المفرد امام بخاری : ١٠٩٦۔ بیهقی : ٧/ ٢٧٦۔ مسند احمد : ٣/ ٣٤٦ عن جابر رضی اللہ عنہ۔

❷ بخاری : ٦٤٠٦۔ مسلم: ٢٦٩٤۔ ترمذی:٣٤٦٧۔ ابن ماجه:٣٨٠٦۔ ابن حبان: ٨٣١۔ مصنف ابن ابی شیبه : ١٠ /٢٨٨۔ مسند احمد: ٢/ ٢٣٢۔ عن ابی هریره رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سب سے افضل کلمہ جو کسی شاعر نے کہا ہے وہ لبید رضی اللہ عنہ کا وہ کلمہ ہے:

((اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهِ بَاطِلٌ)) ❶

''خبردار! اللہ کے علاوہ ہر چیز باطل وفانی ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ﴾ (الكهف:٥)

''یہ تہمت بڑی بری ہے جوان کے منہ سے نکل رہی ہے۔''

اور ایک جگہ فرمایا ہے:

﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا﴾ (الانعام : ١١٥)

''آپ کے رب کا کلام سچائی اور انصاف کے اعتبار سے کامل ہے۔''

خلاصہ یہ ہے کہ کتاب وسنت کی نصوص اور لغتِ عرب کے شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا ذکر جملہ تامہ ہی کے ذریعے کرنا چاہیے، جس سے دل کو اطمینان ہو آخرت میں اجر وثواب ملے اور اللہ کا قرب محبت اور خشیت حاصل ہو، نہ کہ اسمِ مفرد ظاہر اللہ، اللّٰه یا مضمر هُوْ هُوْ سے جو کہ اہل الحاد واتحاد کے لیے تصورات واحوالِ فاسدہ اور بدعت وگمراہی کا ذریعہ بن گیا ہے۔

❶ بخاري: ٣٨٤١۔ مسلم: ٢٢٥٦۔ ترمذي: ٢٨٥٣۔ ابن ماجه: ٣٧٥٧۔ مسند احمد: ٢/ ٢٤٨ عن ابي هريره رضی اللہ عنہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چوتھی فصل:

دین کا مجموعہ

دین دو چیزوں سے مل کر بنا ہے:

ایک یہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کریں۔

دوسرے یہ کہ ہم اسی طرح سے اس کی عبادت کریں، جس طرح شریعت نے ہمیں حکم دیا ہے، نہ کہ بدعت کے انداز سے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا﴾ (الکہف: ۱۱۰)

''تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔''

اور شہادتین یعنی ((لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰه)) میں یہ بات پنہاں ہے۔

پہلی شہادت میں یہ ہے کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں، اور دوسری شہادت میں یہ ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، جن کی ہم تصدیق کریں اور جن کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کریں۔ اور آپ ﷺ نے ہمیں یہ بتا دیا ہے کہ ہم اللہ کی عبادت کیسے کریں؟ اور بدعات سے منع کیا ہے اور بتا دیا ہے کہ یہ گمراہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿بَلٰى ۗ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ (البقرہ: ۱۱۲)

''سنو! جو بھی اپنے آپ کو خلوص کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکا دے، اور نیکوکار بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو تو اسے اس کا رب پورا بدلے دے گا، اس پر نہ تو کوئی خوف ہوگا اور نہ غم اور اداسی۔"

جس طرح ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم صرف اللہ ہی سے ڈریں، اسی پر بھروسہ کریں، اسی کی طرف رجوع کریں، اسی سے مدد مانگیں اور اسی کی عبادت کریں، اُسی طرح ہمیں یہ حکم بھی دیا گیا ہے کہ ہم اس کے رسول ﷺ کی اتباع کریں، ان کے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کریں، انہوں نے جس چیز کو حلال قرار دیا ہے، اس کو حلال سمجھیں اور جس چیز کو حرام قرار دیا ہے، اس کو حرام سمجھیں۔ اور دین اسی کو سمجھیں جسے آپ ﷺ نے مشروع فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴾ (التوبہ : ۵۹)

"اگر یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کے دیئے ہوئے پر خوش رہتے اور کہہ دیتے کہ اللہ ہمیں کافی ہے، اللہ ہمیں اپنے فضل سے دے گا اور اس کا رسول بھی، ہم تو اللہ کی ذات سے ہی توقع رکھنے والے ہیں۔"

اور فرمایا ہے:

﴿وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ﴾ (الحشر: ۷)

"اور تمہیں جو کچھ رسول دے لے لو، اور جس سے روکے رک جاؤ۔"

البتہ توکل صرف اللہ کی ذات پر ہی کرنا چاہیے اور توکل کو اللہ نے اپنے لیے خاص کر رکھا ہے، اس میں رسول کو شامل نہیں کیا ہے، جیسے کہ فرمایا:

﴿وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ﴾ (آل عمران : ۱۷۳)

"اور کہہ دیتے کہ اللہ ہمیں کافی ہے۔"

دوسری جگہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِيْمَانًا وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴾ (آل عمران:١٧٣)

''وہ لوگ کہ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے پر لشکر جمع کر لیے ہیں، تم ان سے خوف کھاؤ تو اس بات نے انہیں ایمان میں اور بڑھا دیا اور کہنے لگے، ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت کارساز ہے۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۠ ۝ ﴾

(الانفال:٦٤)

''اے نبی! تجھے اللہ کافی ہے۔ اور ان مومنوں کو بھی جو تیری پیروی کریں۔''

اسی طرح اللہ نے فرمایا ہے:

﴿ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ﴾ (الزمر:٣٦)

''کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے؟''

ایک آیتِ کریمہ ہے:

﴿ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗۤ ﴾ (التوبہ : ٥٩)

''اللہ ہمیں اپنے فضل سے دے گا اور اس کا رسول بھی۔''

یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ دینے میں رسول بھی شامل ہیں اور یہاں پر اللہ کے فضل کو مقدم بیان کیا کیونکہ فضل اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے، وہ جس کو چاہتا ہے، عطا کرتا ہے اور اس کا فضل رسول ﷺ پر بھی ہے، اور مومنوں پر بھی۔ لیکن رغبت صرف اللہ کی طرف ہونی چاہیے جیسا کہ فرمایا:

﴿ اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ۠ ۝ ﴾ (التوبہ : ٥٩)

''ہم تو اللہ ہی کی ذات سے توقع رکھنے والے ہیں۔''

دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَ اِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ۠ ۝ ﴾ (الانشراح:٧۔٨)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

''پس جب تو فارغ ہو تو عبادت میں محنت کر اور اپنے پروردگار ہی کی طرف دل لگا۔''

نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا:

''جب تم مانگو تو اللہ سے مانگو اور جب مدد طلب کرو تو اللہ سے مدد طلب کرو۔'' [1]

عبادت، خشیت اور تقویٰ صرف اللہ کے لیے ہے، جب کہ اطاعت اور محبت اللہ کے لیے ہے، اور اس کے رسول ﷺ کے لیے بھی، جیسے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے کہا:

﴿ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اتَّقُوْهُ وَ اَطِيْعُوْنِ ۝ ﴾ (نوح : ۳)

''تم اللہ کی عبادت کرو اور اسی سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَخْشَ اللّٰهَ وَ يَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ ﴾ (النور : ۵۲)

''جو بھی اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کریں، خوفِ الٰہی رکھیں اور اس کے عذابوں سے ڈرتے رہیں، وہی نجات پانے والے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں علیہم السلام کو حکم دیا ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریں، اسی سے توقع رکھیں، اسی پر بھروسہ کریں، اسی کی اطاعت کریں۔ اسی طرح رسولوں علیہم السلام کی اطاعت کا بھی حکم دیا گیا ہے لیکن شیطان نے نصاریٰ اور ان کے ہم مثل کو گمراہ کر دیا۔ چنانچہ وہ اللہ کے ساتھ شرک کرنے لگے، رسولوں علیہم السلام کی نافرمانی کرنے لگے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اپنے پادریوں کو رب بنا لیا اور انہی کی طرف دل لگانے لگے۔ البتہ اللہ کے جو مخلص بندے ہیں وہ صراط مستقیم پر قائم ہیں، انہوں نے حق کو پہچان لیا ہے اور اس کی اتباع کی ہے۔ اور ﴿ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ﴾ کے زمرے سے باہر نکل آئے ہیں۔ انہوں نے اپنے دین

[1] ترمذی: ۲۵۱۶۔ ابن السنی: ۴۲۵۔ مسندا حمد: ۱/ ۲۹۳۔ مسند ابو یعلی: ۲۵۵۶۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما بسند حسن للشواھد۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو اللہ کے لیے خالص کرلیا ہے۔ چنانچہ وہ اللہ ہی سے محبت کرتے ہیں، اللہ ہی سے خوف کھاتے ہیں، اسی کی طرف دل لگاتے ہیں، اپنے تمام معاملات اُسی کے سپرد کرتے ہیں۔ اُسی سے مانگتے ہیں اور اُسی پر بھروسہ کرتے ہیں اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں، اور انہی کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں۔

یہی حقیقی عبادت ہے اور یہی دینِ اسلام ہے اور یہی دین لے کر تمام انبیاء و رسل علیہم السلام مبعوث ہوئے تھے، اور اللہ کے نزدیک صرف یہی دین قابلِ قبول ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ تمام مسلمانوں کو اس دین پر ثابت قدم رکھے، اسی پر عمل کریں اور اسی پر ہمارا خاتمہ ہو۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمْ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "